سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سوموار، 23۔فروری 2015

(یوم الاثنین، 3۔جمادی الاوّل 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: بارھواں اجلاس

جلد 12: شمارہ 8

669

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 23۔فروری 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 26 بابت 2014)
مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015 پر غور وخوض کا (ضمن 8 سے) دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون NUR انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون NUR انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون NUR انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015 منظور کیا جائے۔

671

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بارھواں اجلاس

سوموار، 23- فروری 2015

(یوم الاثنین، 3- جمادی الاوّل 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم
مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ
أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ
الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

سورة الذّاريَات آيات 56 تا 60

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں (56) میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں (57) اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور اور مضبوط ہے (58) کچھ شک نہیں کہ ان ظالموں کے لئے بھی (عذاب کی) نوبت مقرر ہے جس طرح ان کے ساتھیوں کی نوبت تھی تو ان کو مجھ سے (عذاب) جلدی نہیں طلب کرنا چاہئے (59) جس دن کا ان کافروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس سے ان کے لئے خرابی ہے (60)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد روف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تاجدار حرم ہو نگاہ لرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جاییں کے

حامی بے لساں کیا لہے گا جہاں
آپ کے در سے خالی الر جاییں کے

لوی اپنا ہیں م کے مارے ہیں ہم
آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم

ہو نگاہ لرم ورنہ چولھٹ پہ ہم
آپ کا نام لے لے کے مر جاییں کے

مے لستو آؤ آؤ مدینے چلیں
دستِ ساقی لوثر سے پینے چلیں

یاد رلھو الر اٹھ سی اِک نظر
جتنے خالی ہیں سب جام بھر جاییں کے

خوف طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر
سخت مشلل ہے آقا لدھر جاییں ہم

آپ ہی لر نہ لیں کے ہماری خبر
ہم مصیبت کے مارے لدھر جاییں کے

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکولزایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! سکولزایجوکیشن سے متعلق وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ مجھے پچھلے اجلاس میں منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ علامہ اقبال کالونی میں گورنمنٹ ایم سی پرائمری سکول ہے اس کا visit کر کے اس کی missing facilities کو بھی دور کیا جائے گا اور upgrade بھی کیا جائے گا۔ یہ سکول 1972 سے منظور شدہ ہے لیکن میں on the floor of the House کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ آج تک وہاں کوئی visit نہیں کیا گیا۔ براہ مہربانی ہدایت جاری کریں کہ اس سکول کو upgrade کریں اور missing facilities کو پورا کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان سے پوچھتا ہوں۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 655 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز پیر 22۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیرالتواء سوال)

ضلع جہلم: یوسی احمد آباد میں گرلز ہائی سکول بنانے کا معاملہ

*655: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولزایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پنڈداد نخان ضلع جہلم کی یونین کونسل احمد آباد میں لڑکیوں کے لئے کوئی ہائی سکول نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ نے سکول کے لئے جگہ گاؤں ملیار میں مختص کی ہوئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) درست نہ ہے۔ یونین کونسل احمد آباد میں پہلے ہی دو گرلز ہائی سکولز موجود ہیں GGHS اتھر اور GGHS لنگر۔

(ب) لوکل کمیونٹی نے GGPS ملیار کی اپ گریڈیشن کے مقصد کے لئے 13 کنال جگہ برلب سڑک مختص کی ہوئی ہے۔

(ج) یونین کونسل احمد آباد میں پہلے ہی گورنمنٹ گرلز ہائی سکولز اتھر اور گورنمنٹ ہائی سکول لنگر تعلیمی سرگرمیاں احسن طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لنگر میں ہائی حصہ کی کلاس نہم و دہم کی کل تعداد صرف اٹھارہ ہے۔ گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق سکول صرف ایک درجہ اپ گریڈ کیا جاسکتا ہے لہذا یہ سکول upgradation from (Primary to High School 2 step) کے لئے feasible نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا جز (ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے۔ جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "لوکل کمیونٹی نے GGPS ملیار کی اپ گریڈیشن کے مقصد کے لئے 13 کنال جگہ برلب سڑک مختص کی ہوئی ہے۔" جب جگہ مختص کی ہوئی ہے تو upgradation کب تک کر دی جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! یونین کونسل احمد آباد میں پہلے ہی دو گرلز ہائی سکول ہیں لہذا اس سکول کی upgradation نہیں ہوگی۔ یہ زمین لوکل کمیونٹی نے مختص کر دی ہے لیکن یہاں پر پہلے ہی دو گرلز ہائی سکول موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 1395 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1396 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1452 شیخ

علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1453 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1584 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2001 جناب جمیل حسن خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 678 جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 688 جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1454 شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1455 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1459 محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1606 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1621 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 1821 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 388 گ ب کے بارے میں تفصیلات

*1821: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 388 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ نہری پانی منظور شدہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کا پانی سکول کی انتظامیہ کی ملی بھگت سے کچھ بااثر کسان اپنے کھیتوں کو سیراب کر رہے ہیں اور سکول انتظامیہ اپنی جیب گرم کرنے کے لئے کسانوں کو فروخت کر دیتی ہے؟

(د) کیا حکومت سکول انتظامیہ اور بااثر کسانوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ 388گ۔ب سمندری ضلع فیصل آباد میں کوئی گرلز ہائی سکول نہ ہے جبکہ اس تحصیل میں گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 388گ۔ب واقع ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 388گ۔ب سمندری کا سرکاری پانی 20منٹ منظور شدہ ہے اور سکول انتظامیہ ہر ہفتہ اپنی باری پر پانی لگاتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) اگر سکول انتظامیہ ایسے کام میں ملوث پائی گئی تو اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکول کا کل رقبہ کتنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) ہی کے حوالے سے پوچھوں گی کہ اس سکول کا کل کتنا رقبہ ہے اور اس میں خالی رقبہ جو گراؤنڈ وغیرہ کے لئے ہوتا ہے وہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اس کا خالی رقبہ 9 کنال اور دو مرلے ہے اور 867 sq.ft Boundary wall بھی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ specify کر دیں کہ کیا اس میں کوئی گراؤنڈ وغیرہ ہے جس میں گھاس وغیرہ لگائی گئی ہو جسے grassy area کہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا اس میں grassy plot ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! میرے پاس یہ تفصیل ہے کہ اس سکول میں ایک چھوٹی اور ایک بڑی گراؤنڈ ہے جس میں درخت، پودے ہیں اور کیاریاں اور باغیچہ بنا ہوا ہے تقریباً دو کنال covered area ہے اور اس کے ساتھ بھی ایک حصہ

Admn Block کے لئے covered ہے۔یہاں پر نہری پانی دیا جاتا ہے اور وہاں بہترین چھوٹے بڑے پودے ہر لحاظ سے لگے ہوئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی جانب سے جو جواب آیا ہے اس کی یہ verification کر لیں۔ میری معلومات کے مطابق یہاں پر ایسا کوئی گراؤنڈ ہے جس میں گھاس لگی ہوئی ہو اور نہ ہی کسی قسم کے درخت ہیں۔اس کے علاوہ جواب میں دیا گیا ہے کہ بیس منٹ کے پانی کی اس کے لئے منظوری ہو چکی ہوئی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق چونکہ گھاس اور درخت نہیں ہیں تو وہ پانی سکول کا عملہ مختلف لوگوں کو بیچ رہا ہے۔ یہ بات اس لئے بہت اہم ہے کہ جب ایک سکول کے رقبہ کے لئے کوئی چیز مخصوص کر دی گئی ہے کہ وہاں پر گھاس بھی ہونی چاہئے، بچوں کے کھیلنے کی گراؤنڈ ہونی چاہئے اور سایہ دار درخت بھی سکول کا حصہ ہوتے ہیں۔ اگر ایسی صورتحال ہے کہ وہاں پر کوئی درخت لگایا گیا ہے اور نہ ہی گھاس لگائی گئی ہے تو پھر وہ پانی وہاں پر بیچا جا رہا ہے اور حکومت کے کھاتے میں نام سکول کا استعمال ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! بیس منٹ سرکاری پانی منظور شدہ ہے، جمعۃ المبارک والے دن پانی دیا جاتا ہے اور وہاں پر درخت اور پودے سب کچھ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بات یہ ہے کہ معزز ممبر کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر درخت ہیں اور نہ ہی کوئی پودے لگے ہوئے ہیں۔آپ اس کی verification کروائیں اور اس کی تفصیل محترمہ کو بھی دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اس کی تفصیل بعد میں ہی دی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بعد میں ہی دے دیں لیکن اس کو verify کروائیں اور انکوائری کروالیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کا ایک اور پوائنٹ بھی ہے اسے بھی make sure کر لیں کہ انہوں نے boundary wall کہی ہے جبکہ میری اطلاع کے مطابق سکول کی boundary wall نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سکول کا فوری visit کرائیں اور اس سوال سے related جواب بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1823 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 388 گ ب کے نہری پانی کے بارے میں تفصیلات

*1823: **میاں طاہر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 388 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کا تقریباً 2 گھنٹے نہری پانی منظور شدہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے پانی سے چک نمبر 388 کے بااثر کسان اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں جس میں گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کی انتظامیہ بھی ملوث ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے سات سالوں کے دوران سکول ہذا میں پانی کی وجہ سے کسی قسم کے درختوں کی شجرکاری نہیں کی گئی ہے اور سکول کی انتظامیہ اپنی جیب گرم کرنے کے لئے بااثر کسانوں کو پانی فروخت کر رہی ہے؟

(د) کیا حکومت بااثر کسانوں اور سکول انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 388 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کا نہری پانی منظور شدہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول کا پانی باقاعدگی سے سکول کے باغیچے، گراؤنڈ اور درختوں کو لگایا جاتا ہے۔ کوئی بااثر کسان سکول کے پانی سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتا ہے اور نہ ہی سکول کی انتظامیہ اس میں ملوث ہے۔

(ج) درست نہ ہے اس وقت سکول ہذا میں70 پرانے درخت ہیں۔ سال 2012 میں200اور سال2013 میں250 درخت لگائے گئے جن میں سے بالترتیب179اور217درخت پروان چڑھ چکے ہیں۔اس وقت موجود درختوں کی تعداد466ہے مذکورہ سکول کی انتظامیہ نے کبھی بھی کسانوں کو پانی فروخت نہیں کیا۔

(د) جواب جز(ب)اور(ج)کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر!میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!سوال نمبر1834ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:پی پی۔58کے گرلز سکولوں میںMISSING FACILITIESکی تفصیلات

*1834: **جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58فیصل آباد میں کتنے گرلز سکول ایسے ہیں جن کی عمارات بوسیدہ حالت میں ہیں اور چار دیواری نہ ہے اور بجلی،واش روم کی سہولت سے محروم ہیں؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں مذکورہ سہولیات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) یکم جنوری2009سے آج تک اس حلقہ کے کن کن گرلز سکولوں میں یہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں،ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن(محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) حلقہ پی پی۔58فیصل آباد میں تمام سکولز کی عمارات اچھی حالت میں ہیں اور ان سکولز میں واش رومز،بجلی اور چار دیواری موجود ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں تمام سہولیات پہلے سے موجود ہیں۔

(ج) جنوری2009سے2013-12-31تک اس حلقہ کے34گرلز سکولوں میں فراہم کردہ سہولیات اور خرچ کی تفصیل سال وار ضمیمہ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Is the Honourable Parliamentary Secretary taking the ownership of this answer that this is correct.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل وہ بتا رہی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس کو سراسر چیلنج کرنا چاہوں گا۔ میرے آگے جس طرح انہوں نے رپورٹ رکھی ہوئی ہے میں اسی رپورٹ کے مطابق ان کو پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ انہوں نے مجھے تقریباً 34 سکولوں کی تفصیل فراہم کی ہے جہاں پر میرے خیال میں کسی ایک سکول میں بھی clean drinking water کی facility نہیں ہے تو یہ کیسے claim کر سکتے ہیں کہ یہاں پر تمام missing facilities complete ہیں؟ نمبر 12 تفصیل کے اندر میں ان کو چیلنج کرنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ گرلز پرائیویٹ سکول عالم شاہ تاجہ جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہاں پر missing facilities نہیں ہیں تو میں یہ بتا دوں کہ اس سکول نے already کافی عرصے سے requisition بھی کیا ہوا ہے کہ ان کے پاس فرنیچر نہیں ہے۔ وہاں پر toilet بہت خستہ حال ہیں اور school rooms کی کمی ہے جس کے لئے لکھ کر دیا ہوا ہے جبکہ یہاں پر missing facilities complete بتائی جا رہی ہیں Secondly میں اس کے اندر نمبر 14 پر گورنمنٹ گرلز پرائیویٹ سکول 558/GB کی بات کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر بھی same یہی جھوٹ بولا گیا ہے.and the list goes on اس کے بعد میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ جب آپ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 502 کی طرف چلے جاتے ہیں تو وہاں پر boundary wall تک موجود نہیں ہے تو اس کے بعد یہ یہاں پر کیسے claim کر رہی ہیں کہ وہاں پر missing facilities پوری کر دی گئی ہیں اور یہاں پر یہ کس طرح سے اس کی ownership لے رہی ہیں کیونکہ میں باوثوق طریقے سے بتا رہا ہوں اور موقع بھی دیکھ کر آیا ہوں اگر چاہیں تو یہ میرے ساتھ موقع پر جا کر تمام سکول visit کر سکتی ہیں۔ کیا روایت کے مطابق یہاں پر جھوٹ ہی بولا جانا ہے اور جھوٹی ownership لینی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! یہ بات آپ نہ کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! مجھے kindly اس کا سچا جواب یہاں پر لے کر دیا جائے۔ کیا یہ یہاں پر ownership غلط لے رہی تھیں، ڈیپارٹمنٹ نے یہاں پر کیا لکھ کر بھیجا ہے اور میں یہ چیزیں جو بتا رہا ہوں یا پھر مجھے یہ چیزیں وہاں چل کر دکھا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! میں verify کرتی ہوں۔ یہ معزز ممبر ہیں اور میں اس کو دیکھتی ہوں۔ میں نے وہاں جا کر سکولز نہیں دیکھے بلکہ محکمے نے مجھے information دی ہے اس کے مطابق Construction of three class rooms, furniture اور دوسری missing facilities سال 14-2013 میں دے دی گئی ہیں۔ 15-2014 تو ابھی جاری ہے تو اس میں بھی ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان missing facilities کو پورا کیا جائے کیونکہ یہ سوال جس وقت آپ نے دیا تھا اس وقت 2013 تھا اور اب تو 2014 کا بھی financial year گزر گیا ہے لہذا جون 2015 تک missing facilities پوری کر لی جائیں گی اور میں visit بھی کر لوں گی جو بھی آپ کہیں گے۔ شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! مجھے بے شک دو سال بعد اس کا جواب دیا جارہا ہے لیکن جو میں آپ کو صورتحال بتا رہا ہوں یہ وہاں کی current situation ہے۔ میرا اس کے پاس جواب یہ تھا اگر آپ یاد کریں تو میں نے ابھی کہا تھا کہ اس کی یہ ownership لیں کہ یہ جواب ٹھیک ہے جس پر انہوں نے کہا تھا کہ وہ ownership لے رہی ہیں۔ وہاں پر missing facilities پوری نہیں ہیں یہ یہاں پر مجھے کیسے کہہ رہی ہیں کہ وہ پوری ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! وہ بتا رہی ہیں کہ جو سکول 15-2014 کے رہ گئے تھے اُن کو جون تک complete کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ یہ تفصیل دیکھیں جس کے جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ مذکورہ سکولوں میں تمام سہولیات پہلے سے موجود ہیں۔ یہ مجھے کیوں لکھ کر بھیج رہے ہیں جبکہ وہاں پر تمام سہولیات پہلے سے موجود ہیں؟ یہ سہولیات وہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔ میں یہ آپ سے پوچھ رہا ہوں کیونکہ میں نے یہ جواب نہیں لکھا۔ مجھے یہ جواب انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔ یہ یہاں پر پھر لکھ کر بھیجتے ہیں کہ یہاں پر missing facilities موجود ہیں لہذا ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور ہم انشاءاللہ ان کو complete کر دیں گے۔ مجھے یہاں پر سفید یا black and white کے اندر کیا جھوٹ لکھ کر دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! بس ٹھیک ہو گیا۔ اب آپ ذرا بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! میں ان کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم verify کریں گے تو پھر ہم محکمے سے اس کا جواب لے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا میں اس سوال کو پھر pending کر دوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1835 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1835: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد سکول اور کلاس وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں کی missing facilities سکول وار بتائیں؟

(د) حکومت ان سکولوں میں یہ missing facilities کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) حلقہ پی پی۔58 فیصل آباد میں 39 پرائمری، 17 مڈل، 9 ہائی اور 2 ہائر سیکنڈری گرلز سکول ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولز میں 15135 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ سکول اور کلاس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ کے گرلز سکولز میں تمام بنیادی سہولیات میسر ہیں۔

(د) جواب جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا یہ سوال بھی پہلے سوال سے related ہے اگر آپ اس کے اندر بھی دیکھنا چاہیں گے تو انہوں نے ٹوٹل مجھے بتایا ہے کہ میرے حلقے کے اندر---

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! ٹھیک ہے آپ کے دونوں سوال pending کر دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! دونوں سوال pending کر دیں لیکن مجھے ایوان سے یہ assurance چاہئے کہ مجھے کب تک اس کا درست جواب ملے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اگلی دفعہ جس دن بھی سکولز ایجوکیشن کے جوابات دیئے جائیں گے اُس دن آ جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! دو دو سال تک جواب نہیں آتے۔ kindly آپ اس اجلاس کے اندر کوئی date دے دیں، بے شک اگلے اجلاس کے start میں دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس اجلاس میں تو نہیں لیکن اگلے اجلاس میں جواب لے دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر اگلے اجلاس میں مجھے جواب ملے گا تو جواب درست نہ ہوا تو پھر کیا ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ بھی خواہ مخواہ بحث کر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ آپ سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کیونکہ میرے حلقے کے بچوں کا future ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules کے مطابق جو بھی ہو گا میں action لوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ دونوں سوال pending کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 1949 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے ان کی request آئی ہوئی تھی لہذا ان کا سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1951 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2035 چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں

لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2053 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2079 قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2283 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2302 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سکولوں میں MISSING FACILITIES کی فراہمی کی تفصیلات

*2302: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔143، 144 اور 145 لاہور میں کتنے گرلز پرائمری، مڈل سکول ایسے ہیں جن کی عمارت بوسیدہ ہو چکی ہے اور چار دیواری، بجلی، واش روم کی سہولت نہ ہے؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں یہ سہولیات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) حلقہ پی پی۔143، 144 اور 145 لاہور میں ایسا کوئی گورنمنٹ پرائمری، مڈل سکول نہ ہے جس کی عمارت بوسیدہ ہو ان سکولوں میں چار دیواری بجلی اور واش روم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ ضمنی سوال ہے کہ میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ حلقہ پی پی۔143، 144 اور 145 میں کتنے سکول ہیں جن کی عمارت بوسیدہ ہے اور ان کے washroom تک موجود نہیں ہیں؟ ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ ایسی کوئی بات وہاں پر نہیں ہے جبکہ پی پی۔144 یونین کونسل (34) مادھولال حسین دربار کے بالکل نیچے ایک سکول موجود ہے جہاں پر washroom کے دروازے ہیں اور نہ ہی وہاں پر washroom کی سہولت

موجود ہے اور یہی same situation یونین کونسل (37) کے اندر ہمارے ایسے سکول ہیں جہاں پر washroom اور پانی کی سہولت بھی میسر نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ سکول بھی ہم visit کر لیتے ہیں جیسا کہ محترمہ کہہ رہی ہیں۔ ویسے وہاں پر چاردیواری، بجلی اور واش روم موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ پہلے آپ ایوان میں اس طرح کے جوابات دیں اور اب آپ کہیں کہ ہم visit کر لیتے ہیں آپ پہلے ہی visit کر کے جواب دے دیتیں تو بہتر تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے آئندہ ایسا ہی ہو گا یا پھر اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 2304 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کمپری ہنسیو گرلز ہائی سکول کو فنڈز کی فراہمی و استعمال کی تفصیلات

*2304: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کمپری ہنسیو گرلز ہائی سکول وحدت روڈ لاہور کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنا فنڈز کس کس مد میں فراہم کیا گیا اور متذکرہ فنڈز کو کہاں کہاں خرچ کیا گیا سال وار مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ سکول میں کتنے ٹیچرز سائنس اور کتنے آرٹس کے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تاریخ بیان کریں؟

(ج) متذکرہ سکول میں کل کتنا کلریکل سٹاف ہے اور یہ سٹاف کب سے سکول ہذا میں تعینات ہے نام، عہدہ، گریڈ اور تاریخ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(د) متذکرہ سکول میں ایسے کتنے ملازمین ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد اسی سکول میں تعینات ہیں نام، عہدہ اور گریڈوار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت اپنی پالیسی کے مطابق تین سال سے زیادہ عرصہ تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) سال 09-2008، 10-2009، 11-2010، 12-2011 اور 13-2012 میں فراہم کئے گئے فنڈز اور اخراجات کی سال وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سکول میں سائنس ٹیچرز کی تعداد 21 اور آرٹس ٹیچرز کی تعداد 20 ہے۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تاریخ کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا میں کلریکل کی تعداد تین ہے جن میں ہیڈ کلرک ایک اور جونیئر کلرک دو ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سکول ہذا میں چودہ ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اسی سکول میں تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ، اور گریڈوار تفصیل (Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ٹیچنگ سٹاف کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی پالیسی نہ ہے کہ ان کو تین سال بعد ٹرانسفر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جو جواب دیا گیا ہے اس پر میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔ یہ جو فنڈز کی تفصیل دی گئی ہے ان تمام سالوں میں جو فنڈز خرچ ہوئے ہیں ان کا کبھی کوئی audit کیا گیا ہے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ان تمام اخراجات کا کبھی audit نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! ان فنڈز کا کبھی audit ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ ان کا fresh question بنتا ہے ویسے ان فنڈز کا budget detail اور expenditure کا پورا ضمیمہ

ساتھ میں دیا ہوا ہے لیکن اس میں audit report ان فنڈز کی موجود نہیں ہے لہذا اس سوال کو pending کر دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنتا۔ میں نے ضمنی سوال کیا ہے۔ میں نے سوال دیا ہے اس کی تفصیل دے دیں جب تفصیل دی گئی ہے تو میں یہی پوچھتی ہوں کیونکہ محکمہ موجود ہے اور سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں تو سیکرٹری صاحب بتادیں اگر محکمہ موجود نہیں ہے تب بھی بتادیں کہ محکمہ موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نیا سوال دے دیں یا اس سے متعلقہ اگر کوئی بات ہے تو وہ پوچھ لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! چلیں، اس پر ایک اور ضمنی سوال کر لیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہے آپ ایک اور ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس سکول میں ایک پارکنگ سٹینڈ ہے جہاں پر سٹاف اور جو بچے آتے ہیں وہ اپنی سائیکل وغیرہ پارک کرتے ہیں۔ اس پارکنگ سٹینڈ میں پیسے وصول کئے جا رہے ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس سوال میں تو کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں، آپ اس پر ضمنی سوال نہیں کر سکتیں کیونکہ یہ نیا سوال بنتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو تو بتانا پڑے گا جو انفارمیشن میرے پاس آئی ہے۔ پارکنگ سٹینڈ بچوں کے لئے ہے اور اگر آپ بچوں یا سٹاف کے لئے پارکنگ سٹینڈ کسی بلڈنگ یا سکول میں بناتے ہیں تو وہاں پر کیا ٹھیکیدار مخصوص کرنا چاہئے یا پھر وہاں پر charges لینے چاہئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ fresh question بنتا ہے ویسے اس کی محترمہ انکوائری کروالیتی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اس کی انکوائری کروائیں۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2414 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ پائلٹ گرلز / بوائز ہائی سکولز کی رہائش گاہوں کا بطور دفاتر استعمال و دیگر تفصیلات

*2414: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ بوائز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور اور گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں پرنسپل کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ رہائش گاہیں متعلقہ پرنسپل کی رہائش کے لئے استعمال کرنے کی بجائے بطور دفاتر استعمال کی جا رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے افسران کے لئے GOR's اور دیگر سرکاری کالونیوں میں رہائش الاٹ کرنے پر پابندی عائد ہے اور اس کے باوجود پرنسپل کی رہائش گاہوں کو دیگر مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، یہ رہائش گاہیں کب تک خالی کروا کر متعلقہ پرنسپل کے حوالہ کر دی جائیں گی، حتمی تاریخ سے مطلع فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ پائلٹ بوائز ہائی سکول اور گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور پرنسپل کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی تھیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور کی پرنسپل اپنی فیملی کے ہمراہ سکول میں رہائش پذیر ہے جبکہ ماضی میں گورنمنٹ پائلٹ بوائز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور کی رہائش گاہ پر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا دفتر کام کر رہا تھا تاہم اب یہ دفتر یہاں سے منتقل ہو چکا ہے اور گورنمنٹ پائلٹ بوائز ہائی سکول کے پرنسپل یہاں رہائش پذیر ہیں۔

(ج) درست ہے۔ محکمہ تعلیم کے افسران کے لئے GORs اور دیگر سرکاری کالونیوں میں رہائش الاٹ کرنے پر پابندی ہے۔ سکول ہذا سے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا دفتر منتقل ہو چکا ہے اور ستمبر 2014 سے گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز کے پرنسپل ہاؤس میں رہائش پذیر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے افسران کے لئے GOR'sاور دیگر سرکاری کالونیوں میں رہائش الاٹ کرنے پر پابندی عائد ہے جس کا محکمے نے جواب دیا ہے کہ یہ درست ہے۔ پہلی بات تو میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ رانا مشہود صاحب ہمارے بہت ہی اچھے اور منجھے ہوئے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ وہ جب بھی آتے ہیں تو اچھے جواب دیتے ہیں لیکن پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ اب اُن کی حاضری بہت کم ہوتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری یہ تجویز ہے کہ جس دن جس بھی محکمے کا دن ہو اس دن اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے یا محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور خود متعلقہ وزیر کو checkکر کے کہہ دیں کہ وہ تشریف لے آیا کریں تو اس سے ایوان کا وقار بھی بڑھے گا اور update answersبھی آجایا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو پابندی عائد کی گئی ہے کہ محکمہ تعلیم کے افسران کے لئے GOR'sاور دیگر سرکاری کالونیوں میں رہائش الاٹ نہیں کی جائے گی تو آئین کی کس شق اور قانون کے تحت یہ پابندی عائد کی گئی ہے؟ حالانکہ یہ بات ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کسی بھی قوم کو اساتذہ ہی بناتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں سب سے معزز ترین طبقہ اساتذہ کا ہے۔ ہر چیز کے اوپر straightaway بیوروکریسی کا قبضہ ہے جو کوئی درست اقدام نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ قانون کا حوالہ دے دیں جس کے تحت اساتذہ کے اوپر GOR'sسمیت رہائشی کالونیوں میں الاٹمنٹ پر پابندی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ پالیسی محکمہ سکولز ایجوکیشن نہیں بناتا بلکہ یہ پالیسی ایس اینڈ جی اے ڈی بناتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے سوال محکمہ تعلیم سے کیا ہے جس کا انہوں نے جواب دیا ہے اور یہ اس کی وضاحت کریں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے حالانکہ یہ محکمہ تعلیم کو representکر رہی ہیں۔ اصل میں تو ان کا محکمہ ہے جو ان کو جواب لکھ کر دیتا ہے۔ مجھے یہ اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! ان کے سوال کے مطابق یہ الاٹمنٹ وغیرہ ایس اینڈ جی اے ڈی کرتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی گیلری سے چٹ آ گئی ہے اور یہاں پر جان چھڑانے والی بات ہے۔ جب اس سوال کے یہ جواب دے رہے تھے تب اس کے اندر لکھ دیتے کہ اس سے ہمارا تعلق نہ ہے بلکہ یہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی دیتا ہے پھر بات ختم ہو جاتی اور میں اگلا سوال کر لیتا۔ جب انہوں نے جواب دے دیا ہے تو پھر اس حوالے سے ان کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کی وضاحت کریں۔ میں آپ کے توسط سے ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگلے اجلاس میں یہ اس کی وضاحت لے کر ہمیں دے دیں تو میں آگے بات نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ محکمہ سے وضاحت لے کر آپ کو بتا دیں گے۔ محترمہ! آپ بھی اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ والے بھی سن لیں کہ آئندہ سے ایسے نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا آج پہلا question day ہے جس وجہ سے آج میں آپ سے نہیں کہہ رہا لیکن ڈیپارٹمنٹ والوں کو چاہئے کہ آئندہ سے اچھی تیاری کروایا کریں۔ یہ چیز قابل برداشت نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2416 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جوہر پبلک سکول (جی ون) کو الاٹ کی گئی اراضی و دیگر تفصیلات

*2416: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جوہر پبلک سکول جی ون جوہر ٹاؤن لاہور کے لئے حکومت نے کتنے کنال زمین کب الاٹ کی تھی، یہ پلاٹ کس کے حکم پر الاٹ کیا گیا اور موجودہ مالکان کون ہیں؟

(ب) کیا یہ سکول محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹرڈ ہے، یہاں کتنے طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) مذکورہ پلاٹ میں کتنے کنال پر سکول بنا ہوا ہے اور کتنے کنال پر مالکان سکول نے اپنی ذاتی رہائش تعمیر کر رکھی ہے کیا کسی سکول پلاٹ پر ذاتی رہائش تعمیر کرنا قانوناً درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) جوہر پبلک سکول جی ون جوہر ٹاؤن لاہور کو تعلیمی مقاصد کے لئے 10.07.1990 کو وزیراعلیٰ کے حکم پر 7884.50 مربع میٹر زمین بعوض 1871051 روپے بنام چودھری امیر حسین ولد چودھری دیوان علی بذریعہ ایل ڈی اے الاٹ ہوئی وہی اس کے مالک ہیں۔

(ب) جوہر پبلک سکول محکمہ تعلیم سے منظور شدہ ہے۔ اس میں تقریباً 300 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ طلباء سے 1200 سے 1300 روپے تک فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) مذکورہ پلاٹ میں تقریباً 17 کنال پر سکول تعمیر ہے جبکہ ایک کینال پر پرنسپل کی رہائش گاہ ہے۔ جس کی تعمیر وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی اجازت سے 1996 میں کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے کہ 17 کنال پر سکول تعمیر ہے جو کہ بہت بڑا رقبہ ہوتا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ 300 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ ایک کنال پر پرنسپل کی رہائش گاہ ہے جس کی اجازت 1996 میں خصوصی طور پر دی گئی تھی۔ میری براہ راست معلومات کے مطابق یہاں جو رہائش بنائی گئی ہے یہ چودھری امیر حسین صاحب نے اپنے لئے رہائش بنائی تھی۔ یہاں پر پرنسپل کے لئے ایک کنال کی بات کی گئی ہے تو اس سے زیادہ رقبے پر چودھری امیر حسین صاحب کا اپنا گھر بنا ہوا ہے لہذا میں اس جواب کو چیلنج کرتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہ direction دے دیں کہ جناب وزیر تعلیم، محکمہ اور میں تینوں اس کو visit کریں اور اسمبلی کو رپورٹ کریں کہ کس طرح یہاں محکمہ غلط جوابات دیتا ہے؟ بس مجھے اس میں یہی مطلوب ہے کہ میرے ساتھ چل کر visit کریں تو میں دکھاؤں گا کہ چودھری امیر حسین صاحب کی رہائش کتنے رقبے پر بنی ہوئی ہے، پرنسپل کی کتنے رقبے پر بنی ہوئی ہے اور سکول کی عمارت کتنے رقبے پر بنی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! ڈاکٹر صاحب کے ساتھ آپ یا منسٹر صاحب تشریف لے جائیں اور متعلقہ آفیسر بھی ساتھ جا کر اس کو visit کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! اس کے لئے ہم نے لیٹر منگوایا ہوا ہے جو میں انہیں بعد میں دکھا سکتی ہوں کہ یہ الاٹمنٹ سکول کے نام نہیں ہے

بلکہ ان کے اپنے نام پر ہے۔وزیر اعلیٰ نے اُس وقت اس کی الاٹمنٹ کا جو لیٹر دیا تھا وہ بھی میرے پاس ہے اور انہوں نے اس کی یکمشت رقم ادا کی ہوئی ہے۔ویسے میں انکوائری کے لئے ان کے ساتھ بھی جا سکتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!آپ visit کرائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ہم ساتھ جائیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ساتھ جائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اگلے اجلاس میں ہم آپ کو اس کی رپورٹ دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضرور بتائیں گے۔ اگلا سوال نمبر2549 میاں محمود الرشید صاحب کا ہے---موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2556 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے---موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!سوال نمبر2583 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) کی اراضی کو واگزار کروانے کا معاملہ

*2583: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-162 شیخوپورہ موضع بابکوال میں گورنمنٹ ہائی سکول فار (بوائز) کا کل کتنا رقبہ ہے اس کی عمارت کتنے رقبہ پر بنائی گئی ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول کے رقبہ پر بااثر زمیندار قابض ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ناجائز قابضین سے سکول کی اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) پی پی-162 گورنمنٹ ہائی سکول بابکوال تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ کا کل رقبہ 233 کنال 9 مرلے ہے جبکہ سکول کی عمارت اور گراونڈ 25 کنال پر مشتمل ہے جبکہ خالی رقبہ 208 کنال اور 9 مرلے ہے۔

(ب) درست نہ ہے سکول کا تمام رقبہ سکول انتظامیہ کے قبضہ میں ہے اور اس پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نہیں چاہتی کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو اتنی تکلیف دی جائے لیکن بار بار میرا سوال آ جاتا ہے۔ میں اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی لیکن اتنا ضرور message convey کرنا چاہتی ہوں کہ یہ کسی وقت ٹائم نکالیں تاکہ اس زمین پر جا کر visit کر لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں پر قابضین موجود ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، visit کر لیجئے گا۔ اگلا سوال نمبر 2664 جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2665 بھی جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2678 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 2713 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ: پی پی۔130 ڈسکہ کے سکولوں میں MISSING FACILITIES کی تفصیلات

*2713: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔130 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولز گرلز بوائز ایسے ہیں جہاں پر کمروں کی مزید ضرورت ہے؟

(ب) کتنے سکولز ایسے ہیں جن کی عمارتیں خستہ حال ہیں؟

(ج) کتنے سکولز ایسے ہیں جن کی زمین نیچی ہے اور بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے؟

(د) کتنے ہائی سکول (بوائز / گرلز) ایسے ہیں جہاں پر انٹرمیڈیٹ کی کلاسز شروع ہو چکی ہیں؟

(ہ) کتنے سکولز ایسے ہیں جہاں پر کمپیوٹر لیب موجود ہیں اور کتنے سکولوں میں نہ ہیں؟

(و) کتنے سکولز ایسے ہیں جن میں فرنیچر کی کمی اور سائنس لیبز نہ ہیں، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) پی پی۔130 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایسے سکولز جن میں کمروں کی ضرورت ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	بوائز	گرلز
پرائمری	12	23
مڈل	01	04
ہائی	07	08

دوران سال 14-2013 گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلوٹیاں خورد اور گورنمنٹ کرسچئن ہائی سکول ڈسکہ کو پانچ پانچ کلاس روم مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) پی پی۔130 میں جن کی عمارتیں خستہ حال ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	بوائز	گرلز
پرائمری	02	07
مڈل	00	01
ہائی	01	01

دوران سال 14-2013 ان تمام سکولوں کو (Non Salary Budget (NSB کے تحت ان سکولوں کی عمارات کی حالت بہتر بنانے کے لئے فنڈ مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) پی پی۔130 میں جن سکولوں کی زمین نیچی ہے اور بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

کاپی (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	بوائز	گرلز
پرائمری	09	16
مڈل	00	04
ہائی	04	00

دوران سال 14-2013ان تمام سکولوں کو (NSB) Non Salary Budget کے تحت ان سکولوں کی عمارات کی نشیبی زمین کی سطح کو اونچا کرنے کے لئے فنڈ مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

(د) پی پی۔130 میں گورنمنٹ بوائز ہائی سکول آدم کے چیمہ کو انٹر میڈیٹ کا درجہ مل چکا ہے وہاں انٹر میڈیٹ کی کلاسز شروع ہو چکی ہیں۔

(ہ) پی پی۔130 میں کل 18 ہائی سکول ہیں اور 18 سکولوں میں ہی کمپیوٹر لیب موجود ہیں اس کے علاوہ کوئی ایسا ہائی سکول نہ ہے جس میں کمپیوٹر لیب موجود نہ ہے۔(Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) پی پی۔130 میں جن سکولوں میں فرنیچر کی کمی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:
کاپی (Annex-E) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	بوائز	گرلز
پرائمری	36	08
مڈل	03	00
ہائی	00	02

پانچ ہائی سکولز ایسے ہیں جہاں سائنس لیبز نہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں جو detail دی ہے اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ 50 فیصد درست ہے لیکن میری اس میں request یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔130 میں چھ سکول ایسے ہیں جن کا 80 فیصد سے زیادہ construction work مکمل ہے اور عمارت بن چکی ہے لیکن گزشتہ تین سال سے ہم request کر رہے ہیں کہ بقایا 20 فیصد کام کے فنڈز دے دیئے جائیں تاکہ جو پرائمری سکولوں سے مڈل ہوئے ہیں وہاں مڈل کی کلاسیں شروع کی جائیں اور جو مڈل سے ہائی سکول ہو چکے ہیں ان میں ہائی کلاسیں شروع کی جائیں مگر آج تک اس میں کوئی progress نہیں ہے۔ وہاں 80 سے 90 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور بلڈنگ والے taking over نہیں کر رہے جس کی وجہ سے بچوں کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی بات انہوں نے note کر لی ہے۔ محترمہ! آپ concerned آدمیوں کو بلا کر باجوہ صاحب کی reservation دُور کرائیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو بجٹ آئے اس میں ان کے لئے فنڈز رکھ لیں تاکہ بچوں کا نقصان نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ باجوہ صاحب کو Question Hour کے بعد بٹھا کر اس معاملے کو دیکھیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ یہاں پر statement دے دیں کہ بجٹ میں فنڈز رکھ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بیٹھ کر ان سے بات کر لیجئے گا۔ اگلا سوال نمبر 2775 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے لیکن ان کی طرف سے request آئی ہے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر دوسرا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ اب میں اس سوال کو dispose of کر چکا ہوں۔ آپ محترمہ کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگلا سوال نمبر 2782 محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2783 بھی محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2791 جناب اویس قاسم خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔ جی، کرنل صاحب! سوال نمبر بولیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2799 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: سکولوں میں اساتذہ کی تعداد، طلباء کی تعداد کے مطابق کرنے و دیگر تفصیلات

*2799: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جن بوائز و گرلز پرائمری سکولوں میں ٹیچرز کی تعداد دو ہے کیا وہاں کے ٹیچر کو کسی دوسرے سکول میں ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے، اس کی ٹرانسفر پالیسی کے حوالے سے وضاحت فرمائی جائے؟

(ب) حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایسے بوائز و گرلز پرائمری سکول جہاں اساتذہ کی تعداد دو یا ایک ہے، وہاں پر اساتذہ کی تعداد کو بڑھانے کا کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا اساتذہ کی تعداد کا تعین طلباء کی تعداد کے مطابق کیا جاتا ہے، مکمل تفصیل کے ساتھ ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس):

(الف) ٹرانسفر پالیسی 14-2013 پیرا نمبر 5 شق نمبر 6 کے مطابق جن سکولز میں دو ٹیچرز ہیں۔ وہاں سے ٹیچرز کی ٹرانسفر نہیں کی جا سکتی۔

(ب) حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں Reallocation Policy 2014 کے مطابق بیس خواتین اور 74 مرد اساتذہ کی تعداد بوائز و گرلز پرائمری سکول میں طلباء کی تعداد کے مطابق بڑھائی گئی ہے۔ تفصیل (Annex–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) Reallocation Policy کے تحت اساتذہ کی تعداد طلباء کی تعداد کے مطابق کی جاتی ہے۔

Criteria for Provision of Teaching Staff

Level Enrolment Section No & Category of Teacher

2	PSTs including ESEs (Sci-Math)	....	UP to 60 Primary
3	PSTs including ESEs (Sci-Math)	....	60 to 90
1	PSTs including ESEs (Sci-Math)	....	Every Additional
40	Students		

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ criteria for provision of teaching staff۔ پرائمری سکول کا یہ ہے کہ ہر سکول میں سٹوڈنٹ کی تعداد کم از کم 60 ہو گی تو وہاں کم از کم دو اساتذہ ہوں گے۔ میری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے request ہے کہ یہ بتایا جائے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں ابھی دو ٹیچرز بھی نہیں ہیں بلکہ صرف ایک ٹیچر یا ایک کے بغیر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کے پاس اس کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اس کی تفصیل تو میرے پاس ہے لیکن میں انہیں بتا دیتی ہوں کہ یہاں پر ملٹی گریڈ ٹیچرز ہیں، ہمارے کچھ پرائمری سکولز ایسے ہیں جن میں ایک ہی ٹیچر ہے لیکن اس کے لئے ابھی ہم نے ایجوکیٹرز کی بھرتی کا جو اشتہار دیا ہے، ریکروٹمنٹ کر رہے ہیں اور انٹرویوز بھی لے لئے ہیں تو پچیس ہزار ٹیچرز ان سکولوں کو مہیا کر دیں گے تاکہ وہاں پر ٹیچرز کی requirement پوری ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سکولوں کی تعداد کا پتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! سکولوں کی تعداد ساتھ دی ہوئی ہے جو کہ لف کر دی ہوئی ہے جسے وہ دیکھ سکتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! جو پرائمری سکول ہوتا ہے اس میں چھ کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں۔ پہلے کچی ہوتی ہے پھر پکی ہوتی ہے اور اس کے بعد دوسری سے پانچویں تک چھ کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں۔ چھ کلاسوں کے لئے انہوں نے دو ٹیچرز کا criteria بنایا ہے لیکن یہ دو ٹیچرز صحیح طریقے سے چھ کلاسوں کو پڑھا ہی نہیں سکتے مگر دو ٹیچرز کا جو criteria بنایا ہوا ہے تو پھر کم از کم دو ٹیچرز تو ہونے چاہئیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم ایجوکیٹرز میرٹ پر بھرتی بھی کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود حد سے زیادہ بلکہ کافی زیادہ پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں دو ٹیچرز نہیں ہیں اور ایک ٹیچر ہے۔ کافی پرائمری سکول ایسے بھی ہیں جو کہ بغیر ٹیچرز کے ہیں۔ جو ٹیچرز بھی بھرتی ہوتے ہیں وہ ہائی یا مڈل سکول میں جاتے ہیں تو میری محکمہ سے یہ گزارش ہو گی کہ انہیں چاہئے کہ پرائمری سکولوں میں زیادہ توجہ دیں کیونکہ یہی بنیاد ہے۔ یہاں سے اگر بچے کی صحیح بنیاد ہو گی تو وہ آگے تک جائے گا اور پرائمری سکول میں کم از کم ٹیچرز کی تعداد چار سے کم نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر دو بھی کرائیٹریا میں ہے تو وہ دو تو پورے کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب! آپ کی request انہوں نے سن لی ہے۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد سعید اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے فرمایا ہے کہ سکولوں کے اندر ٹیچرز کی جو deficiency ہے تو ابھی جو ایجوکیٹرز کی بھرتی کرنے جا رہے ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے پورے پنجاب کے اندر calculate کر کے اس کی سیٹیں announce کی ہیں جن کے اوپر بھرتی ہوں گے یا اس میں دوبارہ deficiency رہے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بنتا تو fresh question ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ کے پاس اس کی تفصیل ہے کہ پورے پنجاب میں خالی سیٹوں پر بھرتی کرنے کا عمل شروع کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، جو خالی سیٹیں تھیں یا جن کی ضرورت تھی ان سب پر بھرتی ہو رہی ہے یا ابھی کچھ پر ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ بھرتی ساری خالی سیٹوں پر ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پورے پنجاب میں خالی سیٹوں پر بھرتی ہو رہی ہے۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب سپیکر! شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری سوال ہوگا۔

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! specifically سوال تو یہ کرنل ایوب صاحب کا ہے اور عمومی طور پر یہ پورے پنجاب میں issue ہے۔ خاص طور پر اسی حلقے کو لے لیتے ہیں، reallocation, allocation, realization کے حوالے سے آدھی درجن مرتبہ اکھاڑ پچھاڑ کا عمل ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے کوئی سکول نہیں بچا جہاں سے کسی کو اکھاڑا نہیں اور کسی کو پچھاڑا نہیں بہر حال یہ دور بڑا پریشانی کا تھا۔ اب اسی حلقے میں 74 مرد اور 20 خواتین کو کسی سکول میں نامزد کیا گیا ہے اور اگر نامزد کیا گیا ہے تو کیا وہاں سے اکھاڑ پچھاڑ ہوئی ہے کہ نہیں؟ اگر اکھاڑ پچھاڑ بھی کی گئی، وہاں پر سیٹیں fill کرنے کے لئے یہ ٹیچرز بھی post کر دیئے گئے تو جو ٹیچر وہاں سے بھیجا گیا reallocation اور allocation کے حوالے سے تو وہ post with جا رہا ہے تو یہ کیا تماشا ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کا ضمنی سوال کیا ہے ؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ جہاں سے یہ خصوصی طور پر 74مرد اور 20خواتین ٹیچرز کو نکالا گیا ہے تو کن کن سکولوں میں وہ post create کی گئی ہے اور اس میں ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ یہ post create کی گئی ہے تو کیا ان سکولوں سے اکھاڑ پچھاڑ یا reallocation یا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ تو fresh question بنتا ہے اس لئے آپ کوئی اور سوال دے دیں ۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ سکولز ایجوکیشن نے پنجاب کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ rationalize کے نام پر سکولوں کی rationalization کرتے ہوئے انہیں merge کیا گیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں سکولوں میں طلباء کی تعداد کے مطابق rationalize کیا، اگر rationalize کے مطابق سکول بنائے گئے تو وہاں گاؤں میں پرائیویٹ سکول تو ہونا ہی نہیں چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پنجاب کے پڑھے لکھے نوجوانوں کے لئے نوکریاں ختم کر دی گئیں۔ یہ صرف اعداد و شمار کا گورکھ دھندا ہے اور آپ اس پر کمیٹی بنائیں جو یہ چیک کرے، میں صرف ضلع فیصل آباد کی بات کروں گا کہ وہاں پر ہزاروں سیٹیں rationalize کے نام پر ختم کر دی گئیں۔ لوگوں کے روزگار کے مواقع ختم کر دیئے گئے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر طلباء کی تعداد کم ہے تو آپ پورے ضلع فیصل آباد میں جا کر دیکھ لیں اور پنجاب کی بات نہ کریں۔ اگر کسی گاؤں میں بچوں کی تعداد کم ہو تو وہاں پر پرائیویٹ سکولز تو ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ یہ صرف محکمہ کی نااہلی ہے اور یقین کریں لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزگار دیں لیکن rationalize کے نام پر نوکریاں ختم کی جا رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! آپ اس حوالے سے fresh question دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال ہوگا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے فرمایا تھا کہ پچیس ہزار نئے ایجوکیٹرز کی بھرتیاں کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جب وہ بھرتیاں ہو جائیں گی تو یقیناً ٹیچرز کی کمی پوری ہو جائے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پہلے پینتیس ہزار بھرتیاں کی گئی تھیں ان ٹیچرز کی کیا پوزیشن ہے کیونکہ آپ نے میرا سوال پچھلے سیشن میں pending کرتے ہوئے منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ جواب چونکہ غلط ہے تو آپ اس کا صحیح جواب لائیں۔ ایک بھی ایجوکیٹر ابھی تک ریگولر نہیں کیا گیا اور آج بھی دو سوال جن میں ایک شیخ علاؤالدین اور دوسرا ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کے ٹیچرز کو regulate کرنے کے حوالے سے ہیں تو انہیں regular نہیں کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ایجوکیٹرز جو موجود ہیں، ان ٹیچرز کو آپ regular نہیں کر رہے تو پھر نئی بھرتیاں کرنے کا تو کوئی جواز ہی نہیں بنتا، انہیں regular کر کے آپ انہیں utilize کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات سن لی گئی ہے اور یہ fresh question بنتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2808 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2818 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: گورنمنٹ ہائی سکول برنالی کے ٹیچر کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*2818: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اہلیان بریانی ضلع گجرات نے گورنمنٹ ہائی سکول بریانی ضلع گجرات کے ای ایس ٹی ٹیچر محمد اصغر (انچارج ہیڈ ماسٹر) کے خلاف مختلف قسم کی شکایات پر مبنی درخواست وزیر اعلیٰ پنجاب کو دی تھی جن پر D.S(ASSEM)CMO/13/AM/113(B) 0002835 مورخہ 31-08-06 کے تحت ان شکایات کی انکوائری کرنے کے احکامات جاری کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر گجرات نے اس بابت انکوائری کر کے رپورٹ اپنے مراسلہ نمبری 2363 مورخہ 13-8-20 کو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر گجرات کو پیش کی جس میں تمام شکایات/الزامات ٹیچر مذکورہ کے خلاف جو لگائے گئے تھے ان کو درست قرار دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان الزامات کی تحقیقات ای ڈی او ایجوکیشن گجرات نے بھی کی اور انہوں نے ان الزامات کو درست قرار دیتے ہوئے ان کی مزید تحقیقات کرنے اور اس ٹیچر کے خلاف قانون کے مطابق سزا دینے کے لئے اپنے مراسلہ نمبر 2640 مورخہ 13-9-10 کے تحت پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول Guliana ضلع گجرات کو مراسلہ تحریر کیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس انکوائری کے باوجود اس ٹیچر کے خلاف اس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے مزید انکوائری نہ کی جارہی ہے اور نہ ہی اسے سزا دی جارہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی مزید اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ای ڈی او ایجوکیشن گجرات نے ان الزامات کی محکمانہ ریگولر انکوائری PEEDA Act 2006 کے لئے ڈی ای او (ایلیمنٹری) مردانہ گجرات کو اپنے مراسلہ نمبری 1288/Admn-I مورخہ 07-11-2013 کے تحت ہدایت کی جس کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ قانون کے مطابق کارروائی کی جارہی ہے۔

(ہ) محکمہ تعلیم ضلع گجرات اس سلسلہ میں پہلے ہی اپنی کارروائی مکمل کر چکا ہے۔ اور ٹیچر مذکورہ کے خلاف انکوائری مکمل ہونے کے بعد اس کی تین سالانہ ترقیاں آنے والے تین سال کے لئے DEO(M-EE) Gujrat کے مراسلہ نمبر 23/PA/M&E مورخہ 04-01-14 کے تحت روکی جا چکی ہیں۔ مزید برآں ٹیچر مذکورہ کو ای ڈی او (ایجوکیشن) کے آرڈر نمبری 1565/A-I مورخہ 08-04-2014 کے تحت گورنمنٹ ہائی سکول خونن میں ٹرانسفر بھی کر دیا گیا ہے۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے گزارش ہے کہ جو انہوں نے جواب table کیا ہے جس میں PEEDA کے تحت disciplinary action ہوا ہے اور ٹیچر کے خلاف سات الزامات prove ہوئے ہیں یہ پڑھ دیں۔ PEEDA کے تحت جو کارروائی ہوئی ہے اور جس کے پاس انکوائری لگی ہوئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کس جز کی بات کر رہے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے کہ جو انکوائری ہوئی ہے اور اس کی رپورٹ table کی ہوئی ہے تو اس انکوائری رپورٹ کو پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کے پاس انکوائری رپورٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ ایوان کی میز پر رکھنے کے لئے ہے اور لف کی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر زیادہ لمبی تفصیل نہیں ہے تو آپ اسے پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! تفصیل کافی زیادہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ کوئی لمبی تفصیل نہیں ہے اور اس کے خلاف سات الزامات ہیں جن میں پہلا یہ ہے کہ کلاس میں جب انکوائری آفیسر گیا ہے تو وہ فارغ بیٹھ کر علیحدہ گپیں ہانک رہا تھا۔ اس نے سکول سے درخت چوری کئے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے۔ اس نے پچھلے سکول کی کتابیں لا کر اپنی table میں رکھی ہوئی تھیں جو بچوں کو مفت دینی تھیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اب کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سکولز کی کھڑکیاں اس نے فروخت کر دیں اور یہ ساری انکوائری PEEDA کے تحت ہوئی اور جب رپورٹ پیش کی گئی تو ڈی ای او صاحب نے اس کی اگلے تین سالوں کی صرف انکریمنٹ بند کیں جو آنے والے تین سال ہیں۔ اس پر چوری بھی ثابت ہو گئی ہے، کتابیں بھی فروخت کر دی ہیں تو میں صرف یہ محکمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سوال آیا ہے تو انہوں نے نہیں دیکھا کہ اتنا بڑا blunder کیا ہے تو انہوں نے اس کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ کیا کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! انکوائری ہونے کے بعد اس کی تین سالانہ ترقیاں روک دی گئی ہیں اور اس کے بعد اسے وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کی انکوائری ہوئی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ PEEDA ACT کے تحت جو اس وقت ہے سب سے بڑی کارروائی ہے۔ چوری بھی ثابت ہو گئی، کتابیں بھی اُس کے پاس سے برآمد ہو گئیں، بچوں کو پڑھا بھی نہیں رہا تھا، سکول میں بیٹھے ہوئے ٹیلیفون بھی کر رہا تھا اور یہ ساری چیزیں ثابت ہونے کے بعد پھر ای ڈی او صاحب نے آرام سے اس کو بالکل ساتھ والے سکول میں بٹھا دیا اور آنے والے تین سالوں کے لئے تین سالانہ ترقیاں روک دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوبارہ انکوائری کی جائے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ جس ای ڈی او نے یہ سارا کچھ کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اُس نے مل کر کیا ہے پھر اُس کے خلاف کیا ایکشن ہوا ہے؟ آخر محکمہ کے پاس ساری معلومات ہیں اور ہمارا سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم highlight کریں کہ کیا ہو رہا ہے اگر ساری بات محکمہ کے نوٹس میں آگئی ہے تو پھر اُس کے بعد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے کیا کیا ہے یہ میرا ضمنی سوال بنتا ہے اس کا جواب دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! اُس پر کتنے الزامات ثابت ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جناب سپیکر! اُس پر جتنے بھی allegations ہیں ان کے مطابق اس کی انکوائری کی گئی ہے اس کی سالانہ ترقیاں روکی گئی ہیں اور اس کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! اب آپ کیا چاہتے ہیں، یہ سزا کم ہے، اس کو زیادہ سزا ملنی چاہئے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ انکوائری موجود ہے اس پر سات الزامات ثابت ہوئے ہیں سکول میں سے درخت چوری کر لئے اور سکول کی کتابیں اپنے گھر میں رکھی تھیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ چیزیں ثابت ہوئی ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ثابت ہوا ہے، یہی تو میں کہہ رہا ہوں PEEDA ACT کے تحت انکوائری ہوئی ہے اور اس کے خلاف سات الزامات ثابت ہو چکے ہیں اس کے بعد اس کو آنے والے تین سالوں کی سالانہ increments بند کر کے بالکل آرام سے ساتھ والے سکول میں ای ڈی او نے ٹرانسفر کر دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس کی دوبارہ انکوائری کر کے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جُولیس): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام سوالات ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قصور: پی پی۔181 کے سکولوں کو فراہم کیا گیا فرنیچر و دیگر تفصیلات

*1452: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔181 قصور میں کتنے ایسے پرائمری، مڈل، بوائز ہائی سکولز / گرلز سکول ایسے ہیں، جن میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران فرنیچر و دیگر اشیاء فراہم کی گئیں، ان اشیاء کے نام واخراجات کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے سکولز ایسے ہیں جن میں missing facilities فراہم نہیں کی گئیں، ان کے نام ومقام سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔181 تحصیل چونیاں ضلع قصور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران سولہ (بوائز / گرلز) پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کو فرنیچر و دیگر اشیاء فراہم کی گئی ہیں۔ ان اشیاء کے نام واخراجات کی سال وار تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔181 تحصیل چونیاں کے جن سکولوں میں missing facilities فراہم نہیں کی گئیں ان کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور: کنٹریکٹ اساتذہ کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*1453: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع قصور سکولز ایجوکیشن میں کتنے کنٹریکٹ اساتذہ ایسے ہیں، جن کو ریگولر نہیں کیا گیا؟

(ب) ان کو کب تک ریگولر کر دیا جائے گا، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع قصور فیمیل ونگ میں کل 491 اور میل ونگ میں 475 اساتذہ ایسے ہیں جنہیں تاحال ریگولر نہ کیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مراسلہ نمبری DS (O&M) (S&GAD)5-3/2013 مورخہ 19-08-2013 کے ذریعے تمام محکموں اور ان کے زیر سایہ دفاتر کے ہیڈز کو کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ کاپی ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ننکانہ صاحب: پی پی۔174 میں چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تفصیلات

*2001: جناب جمیل حسن خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں کتنے گرلز و بوائز سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) کیا محکمہ ان سکولوں کی چار دیواری کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔174 ضلع ننکانہ صاحب میں کل بیس سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

پرائمری	ایلیمنٹری	کل
19	01	20

(ب) ضلعی حکومت نے ہنگامی بنیادوں پر پی پی۔174 میں واقع بیس سکولوں کی چاردیواری کی تعمیر کے لئے اقدامات اٹھائے اور ای ڈی او (فنانس) ننکانہ صاحب سے فنڈز کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

ضلع قصور: سکولوں کے نتائج کی شرح و دیگر تفصیلات

*1454: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے مڈل، ہائی سکول (بوائز/گرلز) ایسے ہیں جن کی گزشتہ پانچ سال کے دوران نتائج کی شرح پچیس فیصد سے نیچے تھی؟

(ب) کیا حکومت نے ان سکولوں کے سربراہان کے خلاف کوئی کارروائی کی، اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب کوئی ایسی پالیسی لانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جن سکولوں میں نتائج کی شرح مسلسل تین سال تک 80 فیصد سے نیچے ہوگی، ان کے سربراہان کو ان کی ریٹائرمنٹ تک کسی بھی سکول کا سربراہ مقرر نہیں کیا جائے گا یا اسے ریٹائرمنٹ دے دی جائے گی؟

(د) موجودہ حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کر رہی ہے تو ان اقدامات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع قصور میں ایسا ایک بھی سکول نہ ہے جس کا رزلٹ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران پچیس سے مسلسل نیچے رہا ہو۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) محکمہ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے poor result کے حوالے سے ایک شرح مقرر کی ہوئی ہے جو جماعت نہم کے لئے دس فیصد اور جماعت دہم پچیس فیصد ہے جن سکولوں کے ہیڈ ماسٹر کا رزلٹ اس مقرر کردہ شرح سے کم ہوتا ہے ان کے خلاف PEEDA Act, 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ محکمہ کی سطح پر اس وقت کلاس نہم کے دس فیصد سے کم رزلٹ کے حوالے سے 367 ہیڈ ماسٹرز کے خلاف کارروائی جاری ہے اور کلاس

دہم کے پچیس فیصد سے کم رزلٹ کو لانے والے سکولوں کے اُنتیس ہیڈ ماسٹرز کے خلاف کارروائی جاری ہے اور اضلاع کی سطح پر مطلوبہ شرح سے کم رزلٹ لانے والے 1845 سر براہان ادارہ کے خلاف متعلقہ ای ڈی اوز کارروائی کر رہے ہیں۔جہاں تک ایسے سکول جن کے نتائج 80 فیصد سے کم ہوں اور ان کے سر براہان کے خلاف جبری ریٹائر منٹ یا کسی اور کارروائی کا تعلق ہے اس ضمن میں گزارش ہے کہ اس وقت سکول ایجوکیشن میں ایسی کوئی پالیسی زیر غور نہ ہے۔

(د) موجودہ حکومت شرح خواندگی بڑھانے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے اور بروقت حکومتی اقدامات کے باعث نہ صرف شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے بلکہ سرکاری سکولوں کا معیار تعلیم بھی بلند ہوا ہے۔حکومت کی جانب سے فروغ تعلیم کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

- پنجاب ایجوکیشن سیکٹر پلان 2013 کی منظوری
- ایک لاکھ اساتذہ کی میرٹ پر بھرتی
- 90 فیصد اساتذہ اور طلباء کی یقینی حاضری کا حصول
- تمام سرکاری سکولوں کی شفاف ماہانہ مانیٹرنگ کے لئے کمپیوٹر ٹیبلٹس کا استعمال
- سکولوں کی کارکردگی کے متعلق معلومات کی بذریعہ سکول رپورٹ کارڈ کی والدین کو فراہمی
- ڈسٹرکٹ کی ماہانہ تعلیمی کارکردگی کے متعلق معلومات کی بذریعہ ڈسٹرکٹ رپورٹ کارڈ کی ڈسٹرکٹ انتظامیہ کو فراہمی
- سکولوں کے تعلیمی معیار اور عمومی ماحول کو بہتر بنانے کے لئے ہر سکول کے طلباء کی تعداد کے لحاظ سے بنیادی ضروریات (NSB) کا تعین اور 10.5 ارب روپے کی فراہمی
- صوبہ بھر کے 35 اضلاع میں ایجوکیشن واؤچر سکیم کے تحت دو لاکھ سے زائد غریب بچوں کی پرائیویٹ اداروں میں تعلیم کا بندوبست
- EMIS کے ذریعے ملک کا سب سے بڑا اور قابل اعتماد تعلیمی ڈیٹا بیس
- تمام اضلاع میں پرائمری اور مڈل سکولوں میں سکول کونسلز کی تشکیل نو اور ممبران کی تربیت
- 16 اضلاع میں مڈل اور ہائی سکول کی بچیوں کے لئے ڈیڑھ ارب روپے ماہانہ وظائف کی فراہمی اور اضافی وظائف کا اجراء
- تمام سرکاری سکولوں میں ہر سال تقریباً 4 کروڑ نصابی کتب کی مفت فراہمی
- اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ریشنلائزیشن پالیسی کا کامیاب نفاذ

- پنجاب ای لرن(E-Learn) پراجیکٹ کا آغاز جس کی ویب سائٹ پر سب کی سہولت کے لئے کتب کا Animated form میں اجراء
- محکمہ سکول ایجوکیشن اور اس کے ذیلی اداروں کی کارکردگی کا مکمل جائزہ لینے والی وزیر اعلیٰ پنجاب کی روڈ میپ ٹیم اور برطانوی ماہر تعلیم سر مائیکل باربر کا وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت ہر دو ماہ بعد باقاعدہ اجلاس کا(Stock Take) انعقاد
- ہر(Stock Take) میٹنگ میں کارکردگی کی بنا پر ٹاپ پانچ اضلاع کے DCOs اور ای ڈی اوز ایجوکیشن کو بطور بونس دو تنخواہوں کی ادائیگی جبکہ غیر تسلی بخش کارکردگی والے اضلاع کی سرزنش۔

ضلع قصور: سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کی تفصیلات

*1455: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور کے تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے بلکہ بعض سکولوں میں ان کی منظور شدہ strength سے 80 فیصد کم ہے؟

(ب) کیا حکومت ان سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ 2014 میں حکومت کی ہدایات کے مطابق بچوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے rationalization کر کے زائد اساتذہ کے حامل سکولوں سے اساتذہ کو کم اساتذہ والے سکولوں میں ٹرانسفر کر کے اساتذہ کی کمی کو پورا کر دیا گیا۔

(ب) خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل آخری مراحل میں پہنچ چکا ہے۔ حکومت کی متعین کردہ مدت یعنی مارچ 2015 تک بھرتی کا عمل مکمل ہو جائے گا اور اس طرح ضلع بھر کے تمام سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری ہو جائے گی۔

صوبہ کے سکولوں میں ایک جیسا سلیبس کرنے کی تفصیلات

*1459: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری و پرائیویٹ سکولوں میں ایک جیسا سلیبس نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب کوئی ایسی پالیسی بنا رہی ہے کہ ان تمام پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں میں ایک جیسا سلیبس ہو جائے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ تاہم پرائیویٹ اور سرکاری سکولز جو محکمانہ یا بورڈ کے تحت اپنے طلباء و طالبات کو امتحان دلواتے ہیں ان میں یکساں نصاب (پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی نصابی کتب) پڑھایا جاتا ہے۔

(ب) جی، ہاں! وفاقی اور صوبائی حکومت اضلاع کے تمام پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں میں یکساں نصاب متعارف کروانے میں کوشاں ہے۔

صوبہ کے سکولوں میں ایک جیسی یونیفارم پہننا لازمی قرار دینے کی تفصیلات

*1951: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے پرائیویٹ اور سرکاری سکول کی یونیفارم علیحدہ علیحدہ ہے؟

(ب) کیا حکومت صوبہ کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کے لئے ایک جیسی یونیفارم پہننا لازمی قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) صوبہ کے تمام سرکاری ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز میں یکساں یونیفارم رائج ہے تاہم نجی تعلیمی ادارے اپنی مرضی سے یونیفارم رائج کرتے ہیں، سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں کے لئے یکساں یونیفارم بابت تجویز زیر غور نہ ہے۔

گوجرانوالہ: سکولز ایجوکیشن کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*2035: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سال 11-2010 سے آج تک پی پی۔93 ضلع گوجرانوالہ میں سکولز ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے منصوبہ جات جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے یہ منصوبہ جات کب شروع کئے گئے تھے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) درج بالا منصوبہ جات کو جلد از جلد یا بروقت تکمیل کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھاتا ہے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان میں سے جو منصوبہ جات بروقت مکمل نہ ہو سکے، اس کی وجوہات اس تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ نے سال 11۔2010 سے آج تک پی پی۔93 ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ تعلیم کے لئے چھ منصوبہ جات منظور کئے، تفصیل Annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔

(ج) تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور محکمہ تعلیم کے حوالے کر دیئے گئے ہیں لہٰذا مزید کسی اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جواب جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع راجن پور: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شمیر کے مسائل کی تفصیلات

*2079: قاضی احمد سعید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بستی شمیر مرکز فاضل پور تحصیل و ضلع راجن پور کتنے رقبہ پر قائم ہے کتنے رقبہ پر تعمیر شدہ بلڈنگ ہے اور کتنا رقبہ خالی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی بلڈنگ ناقابل استعمال ہے اور کسی وقت بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں چار دیواری اور فرنیچر بھی نہ ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سکول کے مذکورہ بالا مسائل کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سکول ہذا کا کل رقبہ دو کنال ہے جس میں ایک کمرہ ایک برآمدہ اور تین باتھ روم بنے ہوئے ہیں اور چار دیواری بھی موجود ہے۔Covered ایریا چار مرلہ ہے باقی 36 مرلے خالی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ سکول کی عمارت نئی ہے جو سال 2013 میں تعمیر کی گئی تھی۔

(ج) درست نہ ہے۔ سکول ہذا میں چار دیواری اور فرنیچر موجود ہے۔

(د) مذکورہ سکول کے تمام مسائل حل ہو چکے ہیں۔

ضلع نارووال: سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*2791: جناب اویس قاسم خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کیا معیار یا شرائط مقرر کی ہوئی ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ معیار یا شرائط پر پورا اترنے والے سکولز کو حکومت خود بخود اپ گریڈ کر دیتی ہے یا اپ گریڈ کرنے کے لئے درخواست دینا پڑتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع نارووال میں کئی ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ہیں جو اپ گریڈ ہو سکتے ہیں اگر ہاں تو کیا حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کچھ معیار اور شرائط مقرر کی ہیں اور اس حوالے سے محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے 14.02.2009 کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس میں سرکاری سکولوں کی مختلف level پر اپ گریڈیشن کی تفصیلات دی گئی ہیں نوٹیفکیشن ہذا کی کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ معیار اور شرائط پورا کرنے والے سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے عام طور پر علاقہ کے لوگ یا منتخب نمائندے درخواست دیتے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ مقرر کردہ معیار اور شرائط پر پورا اترنے والے سکولوں کی feasibility report تیار کرتا ہے اور اس حوالے سے اپ

گریڈ ہونے والے سکولوں کی recommendation دیتا ہے۔ جس کے بعد یہ سکولز اپ گریڈ کر دیئے جاتے ہیں۔

(ج) درست ہے۔ ضلع نارووال میں 53 ایسے بوائز و گرلز پرائمری، مڈل، اور ہائی سکولز موجود ہیں جو مطلوبہ شرائط پر پورا اترتے ہیں اور انہیں اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے ضرورت پڑھنے پر حکومت ان سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے تیار ہے۔ ان سکولوں کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور گرلز سکولوں میں 1246 خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

202: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے گرلز سکولوں میں اساتذہ کی 1246 اسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ صورتحال کا ازالہ کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر فوری طور پر اساتذہ کی اسامیوں کو پُر کرنا چاہتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ 1246 اسامیوں کی بجائے 1224 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

SSE/SST	SESE/EST	EST/PTC
381	118	725

(ب) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے لاہور کے تمام سکولز کی خالی اسامیاں جن کا ذکر جز (الف) میں کیا گیا ہے کو پُر کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار دے دیا ہے۔ اُمیدواران سے درخواستیں وصول ہو چکی ہیں جن کی آخری تاریخ 2015-01-29 تھی۔ تمام کام ہنگامی بنیادوں پر تیزی سے جاری ہے شیڈول اور میرٹ کے مطابق بھرتی کا عمل بروقت پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن روڈ لاہور سے متعلقہ تفصیلات

228: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن روڈ لاہور کینٹ موجودہ بلڈنگ سے قبل کہاں اور کون سی بلڈنگ میں واقع تھا؟

(ب) سکول میں سینی ٹیشن اور واٹر سپلائی کی سہولیات میسر ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) سکول ہذا میں مالی اور سویپر کی تعداد کتنی ہے اور اس وقت کتنے یہاں پر کام کر رہے ہیں؟

(د) سکول ہذا میں ٹیچرز کی تعداد اور بچوں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ہ) اگر سکول میں بچیوں کی تعداد اس کی بلڈنگ کپیسٹی سے زیادہ ہے تو کیا حکومت نئی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن روڈ لاہور کینٹ موجودہ بلڈنگ سے قبل پنجاب بوائز سکاؤٹس ہیڈ کوارٹر کی فراہم کردہ زمین پر چل رہا تھا سکول کی عمارت تین کمروں ایک آفس اور برآمدہ پر مشتمل تھی اور ڈیڑھ کنال رقبہ پر چار دیواری موجود تھی۔

(ب) سکول ہذا میں سینی ٹیشن اور واٹر سپلائی اور پینے کے لئے فلٹر شدہ پانی کی سہولت میسر ہے۔

(ج) سکول ہذا میں ایک مالی اور ایک سویپر کی پوسٹ ہے سویپر کام کر رہا ہے جبکہ مالی کی پوسٹ خالی ہے۔

(د) سکول ہذا میں ٹیچرز کی کل تعداد 54 ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	سینئر ہیڈ مسٹریس	01	2۔	ایس ایس ٹی	16
3۔	ایس ایس ٹی (IT)	01	4۔	ای ایس ٹی	18
5۔	پی ایس ٹی	19			

سکول میں بچوں کی کل تعداد 2480 ہے جس کی کلاس وار تفصیل درج ذیل ہے:

Kachi	I	II	III	IV	V
107	149	125	182	182	185
	VI	VII	VIII	IXآرٹس	Xآرٹس
	264	297	320	137	104
				IXسائنس	Xسائنس
	Total	2480		219	209

(ہ) چونکہ مذکورہ سکولdouble shift میں کام کر رہا ہے لہٰذا سکول کی بلڈنگ کی capacity بچوں کی تعداد کے مطابق ٹھیک ہے۔

حلقہ پی پی۔234وہاڑی میں سرکاری پرائمری سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

236: میاں عرفان دولتانہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔234وہاڑی کے سکولوں میں اساتذہ اور پرنسپل کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیاحکومت ان ٹیچرز کی خالی اسامیوں کو پورا کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔234وہاڑی کے آٹھ مڈل سکولوں اور دو ہائی سکولوں میں پرنسپل / ہیڈ ماسٹر کی اسامیاں خالی ہیں جبکہ اساتذہ کی جملہ کیٹیگریز کی130اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ریکروٹمنٹ پالیسی2014جاری کر دی گئی ہے جس کے تحت ضلع ہذا میں بھی659ایجوکیٹرز کی تقرری کی جائے گی اور تقرری کا عمل مورخہ02.11.14کوNTSکے اشتہار سے شروع ہو چکا ہے جو20.03.15تک مکمل کر لیا جائے گا اور جن سکولوں میں پرنسپل / ہیڈ ماسٹر تعینات نہ ہیں وہاں پرنسپل / ہیڈ ماسٹر کی بذریعہ posting/transfer تقرری کر دی جائے گی۔

ضلع لاہور میں سرکاری سکولز میں اساتذہ اور طلباء سے متعلقہ تفصیلات

241: محترمہ نبیرہ عندلیب: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے بوائز اور گرلز ہائی سکولز ہیں اور ان میں کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

(ب) ضلع لاہور کے ہائی سکولوں (بوائز و گرلز) میں اساتذہ کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب تک پر کر لی جائیں گی؟

(ج) ضلع لاہور کے بوائز اور گرلز ہائی سکولوں میں کتنی سائنس لیبارٹریز کو جدید تقاضوں کے مطابق اپ ڈیٹ کیا گیا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئی ہے، سکول کا نام اور لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ضلع لاہور کے بوائزاور گرلز ہائی سکولوں میں اسلامیات اور عربی کے کتنے معلم اور معلمات ہیں،ان کی تفصیلات دی جائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ ان معلم اور معلمات کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب تک پُر کی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں کل 355 ہائی سکولز ہیں جن میں سے 160 بوائز ہائی سکول اور 195 گرلز ہائی سکول ہیں اور ان میں کل 372306 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ب) ضلع لاہور کے بوائزاور گرلز ہائی سکولز میں اساتذہ کی منظور شدہ کل 11326 اسامیاں ہیں ان میں سے 1673 اسامیاں بوجہ نئی ریکروٹمنٹ پر پابندی کی وجہ سے خالی تھیں۔تاہم ضلع لاہور کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اشتہار برائے بھرتی مورخہ 14-12-11 روزنامہ "نوائے وقت" میں دیا جا چکا ہے۔امیدواران سے درخواستیں وصول ہو چکی ہیں اور ہنگامی بنیادوں پر شیڈول کے مطابق کام جاری ہے۔15-02-10 تا 15-02-14 تک انٹرویو ہوں گے اور میرٹ کے مطابق ریکروٹمنٹ ہو گی۔

(ج) ضلع لاہور کے کل 53 سکولوں کی لیبارٹریز کو جدید طریقوں کے مطابق اپ ڈیٹ کیا جا رہا ہے اور ان میں سے 37 گرلز ہائی سکول ہیں اور 16 بوائز ہائی سکول ہیں ان کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے کل رقم 26.100 ملین تقسیم کی گئی ہے۔ سکولوں کی لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع لاہور کے بوائز سکولوں میں اسلامیات اور عربی کے کل 211 معلم اور گرلز ہائی سکولوں میں کل 219 معلمات کام کر رہی ہیں جن میں سے 66 معلم اور معلمات کی اسامیاں خالی ہیں جن کو بذریعہ نئی ریکروٹمنٹ کے ذریعہ میرٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اشتہار مورخہ 14-12-11 کو روزنامہ "جنگ" اور" نوائے وقت" میں دے دیا گیا تھا۔ اشتہار کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور امیدواران کی درخواستیں جمع ہو چکی ہیں اور ہنگامی بنیادوں پر شیڈول کے مطابق کام جاری ہے۔15-02-10 تا 15-02-11 تک انٹرویو ہوں گے اور میرٹ کے مطابق ریکروٹمنٹ ہو گی۔

وحدت کالونی لاہور میں سرکاری سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

243: محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کون کون سے سرکاری سکول کہاں کہاں اور کس کس نام سے چل رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ج) ان سکولوں میں کون کون سی سہولیات میسر نہ ہیں اور پینے کا فلٹر شدہ صاف پانی، لیٹرین، UPS وغیرہ حکومت ان سکولوں میں یہ سہولیات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) وحدت کالونی لاہور میں مندرجہ ذیل پانچ سرکاری سکول چل رہے ہیں۔

1-Govt. Pilot Secondary School for Boys Wahdat Colony Lahore.
2-Govt. Pilot Secondary School for Girls Wahdat Colony Lahore.
3-CDG Boys High School Wahdat Colony Lahore-.
4-CDG Girls High School Wahdat Colony Lahore.
5-Govt. Model Girls High School Wahdat Colony Lahore.

(ب) مندرجہ بالا سکولز کو 2011,12 اور 13-2012 کے دوران فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سکولز میں سے سیریل نمبر 1 تا 4 تک کے سکولز میں تمام سہولیات موجود ہیں جبکہ گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں بھی تمام سہولیات موجود ہیں لیکن اس میں UPS کی سہولت موجود نہ ہے جو کہ مالی سال 15-2014 میں فراہم کر دی جائے گی۔

جماعت نہم اور دہم کا امتحان میں داخلہ کی عمر سے متعلقہ تفصیلات

256: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے جماعت نہم اور دہم کے امتحان میں داخلے کے لئے عمر کی حد مقرر کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عمر کی حد مقرر کرنے سے صرف ایک ضلع سرگودھا میں ہی 13/14 سال سے کم عمر بچے کلاس نہم اور دہم میں داخلہ سے محروم ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت کے اس اقدام سے جن بچوں کی تعلیم متاثر ہوئی اور ان کا ایک تعلیمی سال ضائع ہوا اس کے لئے اب حکومت کیا مربوط لائحہ عمل بنانے کے لئے تیار ہے تو اس میں کیا تجاویز زیر غور ہیں، ایوان کو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب بورڈ کمیٹی آف چیئرمین نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ 17.04.2012 کی روداد کی شق نمبر 12 کے تحت درج ذیل فیصلہ فرمایا کہ:

"The matter was deliberated in detail and decided that the minimum age of regular/private candidates of 9th class on 1st August of the year in which he /
She will appear in exam SSC Part-I should be thirteen years while 14 years on
1st August of the year in which he / she will appear in 10th class (Part-II) Examination "(Annex-A.)

مذکورہ بالا فیصلہ کی روشنی میں امسال جاری شدہ شیڈول داخلہ جماعت نہم بابت تعلیمی سیشن 16-2014 میں بھی یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جماعت نہم میں داخلہ طلباء و طالبات کی سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ جماعت نہم کے امتحان میں شمولیت کے وقت اس سال مورخہ یکم اگست 2015 کو کم از کم حد عمر تیرہ سال اور جماعت دہم کے امتحان میں شمولیت کے وقت اس سال یکم اگست 2016 کو حد عمر 14 سال ہونا ضروری ہے (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ دوران سیشن 16-2014 میں سرگودھا بورڈ کی حدود میں واقع اضلاع خوشاب، بھکر، میانوالی اور سرگودھا سے تعلق رکھنے والے 58 اُمیدواران نے عمر میں رعایت کے لئے درخواستیں دیں۔ ضلع سرگودہا سے تعلق رکھنے والے 30 طلباء و طالبات جماعت نہم و دہم میں داخلہ سے محروم رہے کیونکہ انہیں پالیسی کے مطابق 13/14 سال کی حد عمر میں کوئی رعایت نہیں دی گئی تھی۔

(ج) "پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین"(PBCC) کی طرف سے مروجہ قوانین پنجاب گورنمنٹ کی داخلہ پالیسی کی روشنی میں سرگودھا بورڈ میں لاگو کئے گئے ہیں۔ موجودہ تعلیمی نصاب کے

مطابق طلباء / طالبات کی نہم دہم کلاس کے امتحان میں شمولیت کے لئے حد عمر13اور14 سال بالترتیب نہایت موزوں ہے۔ علاوہ ازیں نہم کلاس میں رجسٹریشن کے لئے عمر کی حد یکم اگست تک 12 سال ہے یعنی اگلے سال نہم کے امتحان میں شمولیت کے وقت یکم اگست2015 کو 13 سال ہونا لازمی ہے۔ اس طرح نہم میں ریگولر داخلہ لیتے وقت طلباء وطالبات کی عمر 12 سال سے بھی کم بنتی ہے لہٰذا داخلہ کے لئے عمر میں مزید رعایت دینا مناسب نہ ہوگا۔

ضلع ساہیوال میں سرکاری سکولوں کی مرمت اور تعمیر کے لئے فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

267: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال مالی سال14۔2013 اور15۔2014 میں سکولز کی مرمت اور تعمیر کے لئے کتنا فنڈز رکھا گیا، تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ب) اس وقت کون کون سے سکولز کی بلڈنگ از سرنو زیر تعمیر برائے مرمت ہیں اور کتنے سکولز کی تعمیر رواں مالی سال میں کی جائے گی؟

(ج) کتنے سکولوں کی از سرنو تعمیر اور مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ساہیوال مالی سال14۔2013 میں 44.314 ملین روپے سکولز کی مرمت اور تعمیر کی 24 سکیموں کے لئے مہیا کئے گئے۔ جبکہ مالی سال15۔2014 میں 109.500 ملین روپے 37 سکیموں برائے تعمیر ومرمت کے لئے مہیا کئے گئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت 37 سکولوں کی بلڈنگ از سرنو تعمیر برائے مرمت کا کام جاری ہے جو کہ رواں مالی سال15۔2014 میں مکمل ہو جائے گا۔ تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال14۔2013 کی 24 سکیموں برائے تعمیر ومرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ رواں مالی سال15۔2014 کی 37 سکیموں کا کام جاری ہے۔

ضلع ساہیوال: حلقہ پی پی۔222 کے مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

268: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول چک نمبر 9/108 ایل ضلع ساہیوال کی بچیاں مڈل تک تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور 9-L/114 بوائز مڈل سکول میں لڑکے مڈل تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پورے پنجاب میں ہر یونین کونسل کی سطح پر بوائز/گرلز کی تعلیم کے لئے ایک ہائی سکول قائم کیا جانا ضروری ہے؟

(ج) کیا حکومت حلقہ پی پی۔222 ساہیوال میں واقع تمام یونین کونسلز کے مڈل سکولز کو اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔222 میں واقع ہر یونین کونسل میں بوائز ہائی سکولز موجود ہیں جبکہ پانچ یونین کونسلز میں چھ گرلز ہائی سکولز بھی موجود ہیں اور باقی مرحلہ وار اپ گریڈ کر دیئے جائیں گے۔

چنیوٹ: چوکیداروں کی کمی پوری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

317: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع چنیوٹ کے پرائمری سکولوں میں سکیورٹی گارڈ/چوکیدار بھرتی نہیں کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکولوں میں کمپیوٹرز اور دیگر قیمتی سامان موجود ہوتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع چنیوٹ میں چوکیداروں کی کمی پوری کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ضلع چنیوٹ میں کل 534 گرلز / بوائز پرائمری سکولوں میں درجہ چہارم ملازمین کی 199 اسامیاں منظور شدہ ہے جبکہ 180 ملازمین کام کر رہے ہیں اور 19 اسامیاں خالی پڑی ہیں 335 پرائمری گرلز / بوائز سکولوں میں درجہ چہارم ملازمین کی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں۔ سال 2011 میں کل 135 درجہ چہارم ملازمین کی تقرری کی گئی جن میں سے گورنمنٹ گرلز / بوائز پرائمری سکولوں میں اکیس ملازمین کی تقرری کی گئی جبکہ چند درخواستیں برائے بھرتی درجہ چہارم ملازمین زیر قانون 17-A دفتر ہذا میں موصول ہوئی ہیں جن پر ابھی جانچ پڑتال کا کام جاری ہے۔ پرائمری سکولوں میں چوکیدار ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:

Boys Schools

Total No of School	Sanctioned Post of Chowkidar	Working Post	Vacant Post
258	43	38	05

Girls Schools

276	156	142	14
Total 534	199	180	19

(ب) ضلع چنیوٹ کے گرلز / بوائز پرائمری سکولوں میں کمپیوٹر لیب منظور نہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق ضرورت مند سکولوں میں زیادہ درجہ چہارم والے سکولوں سے عارضی طور پر زنانہ سکولوں میں 57 اور مردانہ سکولوں میں 22 ملازمین کو عارضی طور پر بطور سکیورٹی گارڈ تعینات کیا گیا ہے۔ محکمہ کی جانب سے مزید سکیورٹی گارڈ بھرتی کرنے کا عمل جاری ہے اور جلد ہی وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد انہیں سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔

خواتین تعلیمی اداروں / دفاتر میں مرد اہلکاروں کی تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

318: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق خواتین کے تعلیمی اداروں یا دفاتر میں مرد اہلکار تعینات نہیں کئے جا سکتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے صوبے میں خواتین کے تعلیمی اداروں یا دفاتر میں کہیں پر بھی اس پالیسی پر عمل نہیں ہو رہا؟

(ج) کیا حکومت مستقبل میں خواتین کے تعلیمی اداروں اور دفاتر میں سے مرد اہلکاران کو ٹرانسفر کر کے وہاں پر خواتین کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی وہائر سیکنڈری سکولوں میں صرف خواتین بطور اساتذہ جبکہ مردانہ ہائی وہائر سیکنڈری سکولوں میں مرد اساتذہ کو تعینات کیا جاتا ہے۔ تاہم متعلقہ قابلیت واہلیت رکھنے والی خواتین کی عدم دستیابی کی بناء پر زنانہ تعلیمی اداروں کے صرف دفاتر میں مردانہ کلیریکل سٹاف اور درجہ چہارم ملازمین کو تعینات کیا جاتا ہے جبکہ مردانہ اساتذہ کو گرلز سکولوں میں بطور اساتذہ و ہیڈ ٹیچرز تعیناتی کی اجازت نہ ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

ممبران پنجاب اسمبلی کی تنخواہ دیگر صوبوں کی اسمبلیوں کے ممبران کے برابر کرنے کا مطالبہ

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں آج ایک اہم مسئلہ کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کافی دنوں سے اسمبلی میں یہ بات مختلف فورم سے چلتی رہی ہے اور ہمارے معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے اس بات کو ایوان میں بحث کے لئے بھی لانے کی کوشش کی گئی ہے جس کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں اور میری اس بات کی تائید پورا ایوان کرے گا کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران اسمبلی کی تنخواہ و الاؤنسز کو دوسرے چاروں صوبوں کے برابر کرنے کی اجازت دی جائے اور میں آپ کے سامنے

comparison پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت پنجاب اسمبلی کے ممبران تنخواہ اور الاؤنسز کی مد میں 45ہزار روپیہ لے رہے ہیں۔ 12ہزار روپیہ اُن کی تنخواہ ہے اور باقی الاؤنسز ہیں۔ خیبر پختونخوا صوبہ کے ممبران اسمبلی کی تنخواہ 91ہزار 800روپیہ، بلوچستان کے ممبران اسمبلی کی تنخواہ ایک لاکھ 40ہزار روپیہ، سندھ کے ممبران اسمبلی کی تنخواہ 83ہزار 400روپیہ، گلگت بلتستان کے ممبران اسمبلی کی تنخواہ 72ہزار روپیہ اور پنجاب اسمبلی کے ممبران اسمبلی کو ڈیلی الاؤنسز کی مد میں 650روپے دیئے جاتے ہیں جبکہ تمام صوبوں میں تین ہزار سے لے کر چار ہزار روپے اور 1200تک کا ڈیلی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ پر مہربانی کرکے آج میری اس قرارداد کو ایوان کا حصہ بنایا جائے اور پنجاب اسمبلی کے ممبران اسمبلی کی سیلری اور الاؤنسز بھی دیگر صوبوں کے برابر کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب! پچھلے اجلاس میں بھی یہ بات یہاں پر raise کی گئی تھی اور تمام ممبران کی طرف سے request آئی تھی آج میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ اور وزیر خزانہ کو اپنے چیمبر میں بلایا تھا اور اُن کے ساتھ مشاورت کے بعد ہم نے ایک کمیٹی بنادی ہے جس کو ہمارے وزیر قانون و خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن head کریں گے اس میں منسٹر خلیل طاہر سندھو صاحب ہیں اور ان کے علاوہ اس کمیٹی میں تقریباً 12لوگ ہیں یہ کل صبح 10:00 بجے اپنی میٹنگ شروع کرے گی اور ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی رپورٹ ہمیں پیش کرے گی اور جو اس کمیٹی کی سفارشات ہوں گی وہ وزیراعلیٰ کو پیش کرکے انشاءاللہ decision لے لیا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسمبلی ملازمین کے issue کو بھی مہربانی کرکے اس میں شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ بھی ہم نے بات کرلی ہے وہ issue بھی اسی کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں اُس کو بھی دیکھ لیا جائے گا اور ایک ہفتے کے اندر اندر یہ کمیٹی اپنی رپورٹ دے گی جس میں تمام۔۔۔ (شور وغل)

میری ایک گزارش سن لیں order in the House اس میں جتنی بھی پارٹیز اس وقت ایوان میں موجود ہیں اُن کے ایک ایک یا دو دو نمائندے ہر پارٹی سے لئے گئے ہیں اور ان کی جو متفقہ رائے ہوگی انشاءاللہ اُس کا احترام کیا جائے گا اور اُس کو وزیراعلیٰ صاحب کو present کرکے اس پر decision لیا جائے گا۔ یہ کمیٹی ایک ہفتے کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ جی، مخدوم سید مسعود عالم مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں گزارش کروں گا کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ تھوڑا سا اس میں amend کر لیں کہ جہاں پر آپ ایوان کے معزز ممبران کے لئے کر رہے ہیں وہاں پر اسمبلی ملازمین کا کیس عرصہ دراز سے pending چلا آرہا ہے اُس کا بھی اس کمیٹی میں فیصلہ کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس وقت ہمارے وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں انہوں نے commit کیا ہے کہ تین دن کے اندر اندر اسمبلی ملازمین کا جو معاملہ ہے اُس کو resolve کیا جائے گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جو رہائشیں approved ہیں اُس کے مطابق دیکھیں وہاں پر نہ سونے کی جگہ ہے نہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کہاں پر؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ہاسٹل میں آپ جا کر دیکھیں پارلیمنٹ لاجز میں یا کے پی کے کے ہاسٹل میں۔۔۔

رپورٹیں

(جو ایوان میں پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! آپ میرے چیمبر میں آجائیں اور بتائیں کہ ہاسٹل کے کیا معاملات ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں جی، مخدوم صاحب! رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب آرمز 2015، مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار رائے کی ممانعت پنجاب 2015، مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2015 اور مسودہ قانون (ترمیم) (تشکیل، فرائض واختیارات) کریمینل پراسیکیوشن سروس پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

"1. The Punjab Arms (Amendment) Bill 2015 (Bill No.3 of 2015)

2. The Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 2015 (Bill No.4 of 2015)

3. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2015 (Bill No.6 of 2015)

4. The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) (Amendment) Bill 2015 (Bill No.7 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔ جناب ذوالفقار علی خان مجلس قائمہ برائے مال ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 1569 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں

"Starred Question No 1569 moved by Mian Tahir, MPA/PP-69

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! کانجی رام صاحب آپ سے پہلے کھڑے ہوئے تھے اس کے بعد پھر آپ کو موقع دوں گا۔

تعزیت

سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان رانا بھگوان داس کی وفات پر ایوان میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرنا

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! رانا بھگوان داس صاحب سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان آج وفات پا گئے ہیں میری گزارش ہے کہ ایوان میں ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران نے کھڑے ہو کر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی)

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت بہت توجہ دے رہی ہے کہ ٹرانسپورٹ کے ریٹ کم ہوں لیکن میں اس حوالے سے ایک اہم معاملہ ایوان میں اٹھا رہا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس میں ضرور interfere کریں اور ان کو بلائیں۔ جب 120 ڈالر کا بیرل تھا تو ائر لائن کا کرایہ لاہور سے کراچی اور کراچی سے لاہور 14 ہزار روپے کا تھا۔ آج بیرل کا ریٹ 42 ڈالر پر آ گیا ہے اور ان کا ٹکٹ 32 ہزار روپے ہے۔ ائر لائن بلیو اور ائر لائن شاہین بھی اسی طرح کر رہی ہیں جس پر civil aviation کی بھی بالکل آنکھیں بند ہیں۔ آپ صرف یہ دیکھ لیجئے کہ آج عمرے کا return ticket 65 ہزار روپے کا ہے اور اس پر 15 ہزار روپے بلیک میں زائد لیا جا رہا ہے، 15 ہزار روپے ایجنٹ علیحدہ لیتا ہے۔ ہم یہ تو بڑی باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے ٹرانسپورٹرز کو بلایا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں جو لوٹ مار ہو رہی ہے اور یہ تینوں ائر لائنز جس طرح لوگوں کو لوٹ رہی ہیں کیا اس کا بھی کوئی مداوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے، مجھے قرارداد کا پتا ہے لیکن آپ میری بات سن لیں۔ دیکھیں، جو بھی کوئی بات ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!آپ بتائیں میں کس کو direction دوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ میری عرض تو سن لیجئے۔آپ direction نہ دیں بلکہ آپ صرف پریس کو یہ بتائیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پریس کو کیوں بتاؤں،آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنا رویّہ یہی رکھا تو لوگوں کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! مجھے آپ بتا دیں کہ میں اس حوالے سے کس کو direction دوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ اس بات کو اٹھائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کدھر اٹھاؤں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ ثابت کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ معاملہ اٹھا رہے ہیں تو اس پر قرارداد لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ 42 ڈالر پر 32 ہزار روپے ٹکٹ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر قرارداد لے آئیں ہم ایوان کی sense لے کر وفاقی حکومت کو بھیج دیتے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 2006 کے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! مجھے بتا دیں ماشاءاللہ آپ اس ایوان کے سینئر ممبر ہیں مجھے بتائیں کہ میں کس کو direction دوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 2006 کی قراردادوں پر عمل نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ اگر عوام کو کچھ ملے گا نہیں، یہاں ابھی میرا بھائی ہاسٹل کی حالت کے بارے میں کہہ رہا تھا، آپ کبھی ان کے ہاسٹل کو وزٹ تو کریں۔یہاں ہو کیا رہا ہے؟ کوئی بات بھی کریں آپ کہتے ہیں کہ جی، ٹھیک ہے آپ یہ لے آئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اگلے دن بھی ہاسٹل کا visit کیا تھا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ کو بتایا ہے کہ 15000 روپے عمرے میں بھی کھایا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن اس پر قرارداد لے آئیں اس پر ہم ایوان کی sense لے کر وفاقی حکومت کو سفارش کرتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 718 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور: پولیس لائن کے گیٹ پر خودکش دھماکا سے متعلقہ تفصیلات

718: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17۔فروری 2015 کو لاہور میں پنجاب پولیس کے دفتر پولیس لائن قلعہ گجر سنگھ کے مین گیٹ پر خودکش حملہ ہوا جس میں اٹھارہ افراد بشمول پولیس ملازمین ہلاک اور متعدد افراد زخمی ہوئے؟

(ب) اس واقعہ کے بارے میں مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! 17۔فروری 2015 بوقت 12 بج کر 35 منٹ پر قلعہ گجر سنگھ کی پولیس لائن کے بالکل قریب دائیں جانب ایک دھماکا ہوا جس سے اب تک چھ لوگ شہید ہو گئے اور بتیس زخمی ہوئے۔ ان میں سے کافی لوگوں کو طبی امداد دے کر فارغ کر دیا گیا اور کچھ لوگ ابھی بھی ہسپتال میں ہیں جو اگلے ہفتے کے اندر اندر discharge ہو جائیں گے۔ ہم نے جو CCTV فوٹیج دیکھی ہے اس میں ایک موٹر سائیکل جو اسی سڑک پر تین دفعہ اوپر نیچے آئی ہے، اس کے بعد وہ ایک آدمی کو ڈراپ کرتا ہے اور وہ موٹر سائیکل غائب ہو جاتی ہے۔ جہاں پر بم بلاسٹ ہوا ہے وہاں پر ایک بہت بڑا بجلی کا کھمبا ہے وہ آدمی وہاں پر آیا اس کے ارد گرد پرائیویٹ گاڑیاں اور موٹر سائیکل کھڑی ہوئی تھیں اس شخص نے وہاں پر اپنے آپ کو بلاسٹ کیا۔ اب یہ بلاسٹ ہوا کیوں ہے؟ اس پر جو apprehensions ہیں وہ یہ ہیں کہ قلعہ گجر سنگھ کے پولیس سٹیشن پر کافی نفری ہوتی ہے اور اس نے اس جگہ اپنے آپ کو اس لئے تعینات کیا کہ پولیس سٹیشن سے جب کوئی بس یا گاڑی نکلے گی تو وہ اس کو hit کرے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنے کسی آلات سے کوئی ہاتھ پاؤں مارے جس سے

وہ pre maturely blast ہو گیا جس سے یہ وقوعہ ہوا۔اس پر دو ٹیمیں already تشکیل دے دی گئی ہیں جو کہ اس کی انوسٹی گیشن کر رہی ہیں۔اس شخص کا پورا سر ملا ہے، کچھ ہاتھ پاؤں ملے ہیں اور وہ سارا ڈیٹا ہم نے collect کر کے فرانزک لیب بھجوا دیا ہے۔اس suicide جیکٹ کا وزن تقریباً چھ سے آٹھ کلو گرام تھا جس میں آدھا بارود تھا اور آدھے ball bearing تھے۔ابھی فرانزک رپورٹ انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر آ جائے گی جس سے ہمیں اس کے ڈی این اے ٹیسٹ سے پتا لگ جائے گا کہ یہ کون تھا، کہاں سے آیا ہے اور اس کا origin کیا تھا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں اس کے finger prints بھی مل جائیں لیکن اس کے ہاتھ سارے زخمی ہو چکے ہیں اور پھٹ چکے ہیں اس لئے اس کا پتا نہیں لگ رہا ہے۔کوشش کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی ہے ہمیں ایک ہفتے کے اندر اندر پوری detail کا پتا لگ جائے گا؟۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کرنل صاحب نے بات کی ہے کہ تین دفعہ ایک موٹر سائیکل آئی یعنی وہ شخص موٹر سائیکل پر ایک دفعہ آیا، دو دفعہ آیا اور تین دفعہ آیا۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر موصوف سے یہ کہوں گا کہ جو بھی رپورٹ آئے وہ ایوان میں پیش ہوتا کہ ہمیں پتا ہو کہ جو ہمارے ادارے ہیں کیا وہ صحیح طریقے سے اس کی monitoring بھی کر رہے ہیں یا نہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ جو رپورٹ ہوتی ہے وہ ہم اخبار کو دیتے ہیں، یہ اخبار میں publish ہو جاتی ہے۔اگر اُس وقت تک اسمبلی اجلاس جاری رہے گا تو میں بالکل اس رپورٹ کو خود لے کر آؤں گا۔ پریس کو تو ہم ہر ایک رپورٹ دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ رپورٹ یہاں بھی لے آئیے گا۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 721 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

قصور: دوران ڈکیتی شہری کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

721: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 15-02-17 کے مطابق ضلع قصور میں مصطفیٰ آباد کے قریب نجی کمپنی کے سیلز مین شیخ ستار احمد کو ڈاکوؤں نے مزاحمت پر گولی مار کر قتل کر دیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج ہو چکا ہے۔اس مقدمہ سے متعلقہ اب تک ہونے والی پیشرفت کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ واقعہ بھی 17۔فروری کا ہی ہے جو قصور میں فقیر آباد کے علاقے میں ہوا۔ذوالفقار کا اپنا بزنس تھا اور یہ اُس دن اپنی گاڑی میں مختلف جگہوں پر پیسوں کی collection کے لئے نکلا۔اس نے تقریباً 9لاکھ 50 ہزار روپے collect کیا جب یہ واپس آ رہا تھا تو راستے میں ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی اس کے پاس ہی کھڑے ایک شخص نے کلاشنکوف سے اس پر فائر کیا، وہ کلاشنکوف کے فائر سے تو بچ گیا لیکن جب وہ آگے گیا تو وہاں ایک دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے پاس 9-MM پستول تھی اس نے فائر کیا جو اس کے سر پر لگا اور وہ وہاں شہید ہو گیا۔اس کا مقدمہ درج ہو چکا ہے، ہم کافی CDR recover کر چکے ہیں ان پر ابھی تک تفتیش جاری ہے۔ہم امید کرتے ہیں کیونکہ مجھے پتا چلا ہے کہ CDR سے اس کی location اور جہاں جہاں سے اس کو ٹیلیفون آئے ہیں ان کی location کا پتا چل گیا ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمے کا جلد حل ڈھونڈ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پوچھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گی کہ ابھی میرا پہلے توجہ دلاؤ نوٹس تھا جس میں انہوں نے CCTV فوٹیج کے بارے میں بتایا تھا۔اسی طرح انہوں نے اس سوال میں کلاشنکوف کا بتایا کہ پہلے اس شخص نے اس پر کلاشنکوف سے حملہ کیا لیکن وہ بچ گیا پھر بعد میں اس کو پستول سے گولی ماری گئی۔کلاشنکوف کوئی چھوٹی چیز نہیں ہوتی وہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔کوئی شخص کلاشنکوف کو موٹر سائیکل پر لے کر پھر رہا ہو اور وہ شخص کسی کو نظر نہ آئے جبکہ ہر جگہ ناکے لگے ہوئے ہیں اور ہر جگہ

پر پولیس موجود ہے۔لاہور جیسے شہر کی حالت یہ ہے کہ یہاں ہماری گاڑیوں کی چیکنگ کی جاتی ہے جن میں ہم خود بیٹھے ہوتے ہیں اور ہماری ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہوتی ہے۔ ہماری گاڑیاں اور ہمارے سامان کھول کر چیک کئے جاتے ہیں، جب ہمیں چیک کیا جاتا ہے تو ایک آدمی کلاشنکوف لے کر موٹر سائیکل پر پھر رہا ہے تو اس وقت کسی کو پتا نہیں چلتا کہ یہ آدمی کیوں پھر رہا ہے اور یہ suspicious ہے اس کو چیک کرنا چاہئے یا اس کو پکڑنا چاہئے۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس آدمی نے باقاعدہ ایک پورا کمبل اوڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے کلاشنکوف تھی۔ وہاں پر کافی لوگ تھے کسی نے اس کو نہیں دیکھا اور لوگوں نے اسے اس وقت دیکھا جب اس نے فائر کیا۔ اس وقت یک دم وہ موٹر سائیکل پر چڑھا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ باقی وہ covered تھا اگر وہ سامنے ہوتا تو پکڑ لیا جاتا لیکن اس نے کلاشنکوف چھپائی ہوئی تھی۔ میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ آپ نے کہا کہ ایم پی ایز کی گاڑیاں چیک ہوتی ہیں جی، بالکل اس میں zero tolerance ہے۔ آپ کو حیرانی ہوگی اور خوشی بھی ہوگی کہ جس طرح لوگ ناجائز اسلحہ گاڑیوں میں لے جاتے ہیں، موٹر سائیکل پر لے جاتے ہیں یا چھپ کر لے جاتے ہیں تو ہم نے ابھی تک تقریباً 3 سے 4 ہزار ناجائز اسلحہ confiscate کر لیا ہے اور لوگوں کو arrest کر لیا ہے۔ ان لوگوں کے summery trials جاری ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے اچھے نتائج ملیں گے۔ ہم weapon brandishing کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور اس کلچر کو ہی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آج آپ دیکھ لیں کہ پورے پنجاب میں کوئی weapon display نہیں کر رہا کیونکہ قانون سخت ہو گیا ہے we have been doing this for every body. جب قانون سخت ہو گیا ہے تو کوئی display آسان نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اور بھی بہتر کریں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق ملک محمد نواز صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، اگلی تحریک استحقاق جناب فیضان خالد ورک صاحب کی ہے۔

ایڈیشنل آئی جی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔دسمبر 2014 کو میں مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں آئی جی پنجاب کے دفتر میں ایڈیشنل آئی جی مسٹر نسیم الزمان کو ملنے کے لئے ان کے دفتر میں گیا، میں نے جب افسر موصوف سے عوامی مسئلہ پر بات کرنا چاہی تو موصوف نے توہین آمیز لہجہ میں مجھے کہا یونہی منہ اٹھائے اندر آ گئے ہو، آپ کو میرے کمرے میں آنے سے پہلے اپنا visiting card بھجوانا چاہئے تھا، پھر میرے بلانے پر آپ کو میرے کمرے میں آنا چاہئے تھا، میں نے اسی لمحہ اپنا visiting card اس کو دے دیا جس پر موصوف افسر نے مجھے waiting room میں انتظار کرنے کا کہہ دیا۔ پندرہ منٹ کے بعد موصوف افسر نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا، جب میں دوبارہ عوامی مسئلہ بتانے لگا تو موصوف افسر نے کہا کہ آپ وہی ایم پی اے ہو جس نے کل مورخہ 10۔دسمبر 2014 کو اسمبلی کے ایوان میں وقفہ سوالات کے دوران اپنے سوال کار انٹی لفٹنگ کے متعلقہ پولیس کی کارکردگی کے بارے میں بول رہے تھے۔ میں نے اثبات میں کہا جی میں وہی ایم پی اے ہوں جس پر موصوف افسر نے کہا کہ آپ جو مسئلہ بتا رہے ہو وہ حل نہیں ہو سکتا اور اب آپ باہر تشریف لے جا سکتے ہیں۔ میں نے مسئلہ حل نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو موصوف افسر نے کہا یا تو اپنے مسائل اپنی اسمبلی کے floor پر پولیس کے خلاف بول کر حل کروائیں یا ہمارے پاس آ کر حل کروالیں۔ موصوف نے مزید کہا کہ آپ اسمبلی کے floor پر حکومتی ایم پی اے ہوتے ہوئے پولیس کے خلاف بولے اس لئے پولیس آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کر سکتی یہ کہہ کر مجھے دوبارہ دفتر سے باہر جانے کا کہہ دیا۔

جناب سپیکر! یہی نہیں جب موصوف افسر کو یہ معلوم ہوا کہ سردار ورک انسپکٹر پولیس میرا رشتہ دار ہے تو موصوف افسر نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اس کا تبادلہ مانگٹانوالہ پولیس تھانہ سے کر کے اسے پولیس لائن میں لگا دیا اور آج تک اس کی کہیں پوسٹنگ نہیں ہونے دی جا رہی اور مجھے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اسمبلی کے floor پر پولیس کے خلاف بولنے کی سزا دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسمبلی کے floor پر اپنے حلقہ کے مسائل کی نشاندہی کرنا میرا حق ہے اور سرکاری محکموں کی کارکردگی میں خامیوں کو اجاگر کرنا اور ان کی اصلاح کے لئے تجاویز دینا اگر میرا جرم ہے تو یہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہونے کے مترادف ہے۔ موصوف افسر کا دفتر میں توہین آمیز لہجہ میں بات کرنا، کمرے سے باہر جانے کا کہنا اور خود خوش گپیوں میں مشغول ہو کر مجھے

انتظار گاہ میں بٹھائے رکھنا اور اسمبلی کے floor پر پولیس کی کارکردگی کی نشاندہی کی پاداش میں عوامی مسائل حل کرنے سے پہلو تہی کرنا، ان تمام ایکشن سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! مجھے اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور دو مہینے میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے جو میں out of turn لینا چاہتا ہوں جو کہ آج صبح میں نے جمع کرا دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ جمع کرا دیں صبح اسے ایجنڈے پر لے آئیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج صبح میں ایک کام کے حوالے سے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی گیا تھا لوگ وہاں پر کافی پریشانی کے عالم میں تھے کیونکہ وقت 11:00 بجے کے بعد کا ہو رہا تھا، دور دور سے لوگ آئے ہوئے تھے اور بڑے قرب کا اظہار کر رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحبان ہڑتال پر چلے گئے ہیں۔ میں نے موقع پر اندازہ لگا لیا اور جن کے ہاتھ میں status scope تھی تو ان کے پاس چلا گیا، آؤٹ ڈور کے برآمدے کے اندر کچھ لوگ کھڑے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ

آپ ڈاکٹر ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم ڈاکٹرز ہیں اور ہم ینگ ڈاکٹرز سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں اس وقت یہاں پر patients کو اتنی پریشانی ہے تو آپ کو کیا مسئلہ ہے کہ آپ لوگ 11:00 بجے کے بعد یہاں ہڑتال کر رہے ہیں؟ ان کی طرف سے دو باتیں آئیں انہوں نے ایک بات یہ کی کہ حکومت نے service structure کے حوالے سے ہمارے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا لیکن اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر! انہوں نے دوسری بات یہ کی کہ جب کسی وقت بہت ہی نازک حالت میں مریض آتا ہے اور بیماری خطرناک ہوتی ہے جس طرح جب heart attack اور infection کیفیت میں مریض آتا ہے تو ڈاکٹرز اس پر محنت کرتے ہیں لیکن اگر اس کی زندگی کو نہیں بچا سکتے تو پھر ڈاکٹروں پر تشدد کیا جاتا ہے تو اس حوالے سے اس کا کوئی مؤثر سدباب ہونا چاہئے۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی کہ آپ لوگ اس طرح طریق کار واضح کریں کہ مریضوں کو بھی پریشانی نہ ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے توسط سے حکومت کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت نے ینگ ڈاکٹروں کے ساتھ ان کے service structures کے حوالے سے کوئی معاہدہ کیا ہے تو پھر اس پر عملدرآمد کروایا جائے تاکہ مریضوں کی پریشانی کا ازالہ ہو اور انہیں پریشانی نہ ہو۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 14/1187 میاں طارق محمود صاحب کی ہے، اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

ریجنل اینٹی کرپشن آفس گوجرانوالہ میں اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے سائلین کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ محکمہ اینٹی کرپشن پنجاب میں اب تک 4876 انکوائریاں زیر التواء ہیں۔ اینٹی کرپشن ضلع گوجرانوالہ میں 481 انکوائریاں زیر التواء ہیں اور محکمہ اینٹی کرپشن پنجاب میں خالی اسامیوں کی تعداد 356 ہے جن میں ضلع

گوجرانوالہ میں خالی اسامیوں کی تعداد 16 ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں خالی اسامیوں پر بھرتی پنجاب انٹی کرپشن سروس رولز 2007 کے تحت کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہیں تو وہ اس وقت MTDD ایک کورس پر تھے جو کہ مورخہ 15-02-10 کو انہوں نے اپنی ڈیوٹی join کر لی ہے اور اس وقت وہ اپنی ڈیوٹی پر مامور ہیں۔ اس کے علاوہ anti corruption establishment Gujranwala میں، جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ 19 افسران اور دیگر اہلکاران کی 30 اسامیاں خالی ہیں اور ان کی مکمل تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ فاضل دوست جس وقت کہیں گے تو مکمل خالی اسامیوں کی تفصیل سے ان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بات تو پوری ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے علاوہ مزید اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن سروس رولز 2007 کے مطابق افسران کی تعیناتی ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے عمل میں لائی جاتی ہے جبکہ دیگر اہلکاران کی تقرریاں محکمانہ قواعد وضوابط کے مطابق جناب ڈی جی اور ریجنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن کرتے ہیں کیونکہ بھرتی پر اس وقت سرکاری پابندی ہے انشاءاللہ تعالیٰ جلد از جلد پابندی ہٹنے کے بعد متعلقہ افسران کی اجازت سے بھرتی کے عمل کا آغاز کر کے مکمل کی جائے گی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ جو ریجنل ڈائریکٹر ہیں انہوں نے اپنی ڈیوٹی 15-02-10 کو assume کر لی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ جو متعلقہ آفیسر ہیں وہ پہلے بیماری کی وجہ سے دو ہفتے چھٹی پر رہے اور چھٹی کے دوران بھی وہ اپنے کارہائے منصبی شام کے وقت انجام دیتے رہے۔ بروز ہفتہ ، اتوار کو گوجرانوالہ میں اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے تھے۔ تمام سرکاری امور، جتنے بھی افسران ہیں بدستور سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں تک ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن کی کارکردگی کا تعلق ہے تو انہوں نے ماہ اگست 2014 سے لے کر ماہ نومبر 2014 تک 578 انکوائریاں اور 178 مقدمات کے فیصلے کئے۔ دوران کورس ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے سرکاری امور بھی انجام دیئے۔ انہوں نے ماہ دسمبر میں 297 انکوائریاں اور 47 انٹی کرپشن کے مقدمات کا فیصلہ کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا تفصیلی جواب آگیا ہے۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میری گزارش ہو گی کہ اس کو تھوڑا سا دیکھ لیں کہ گوجرانوالہ ڈویژن کا جو انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ ہے وہاں پر کتنی تعداد میں انکوائریاں pending ہیں اگر یہی حال رہا تو پھر کیا بہتری آ سکتی ہے؟اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر تو کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں انکوائریاں pending ہیں،یہ بڑا serious معاملہ ہے ہم نے تو اس کو highlight کرنا ہے لہذا گورنمنٹ کو اس پر کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔اس وقت تیس اسامیاں خالی ہیں ان کو تو پُر کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انکوائریاں جلد مکمل کروائی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):انشاءاللہ تمام انکوائریاں جلد مکمل کروائی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/1 سردار وقاص حسن موکل صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میری اس سلسلے میں استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:5۔جنوری کو یہ تحریک التوائے کار بھیجی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):اس تحریک التوائے کار کا مکمل جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/4 چودھری عامر سلطان چیمہ،محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کے لئے بھی میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/17 چودھری عامر سلطان چیمہ،محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

حسین چوک گلبرک لاہور میں واقع ژینو امال کی تیسری منزل سے گر کر ہلاک ہونے والی بچی کا مقدمہ درج اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! پلاٹ نمبر B-2/24 گلبرگ تھرڈ میں حسین چوک کے قریب کا یہ واقعہ ہے جس کا نقشہ محکمہ ایل ڈی اے نے 23-11-2004 کو منظور کیا اور سپریم کورٹ کے کمیشن نے 2008 میں اس کا موقع ملاحظہ کیا۔ محکمہ ایل ڈی اے کی مفصل رپورٹ اس وقت میرے پاس ریکارڈ میں موجود ہے جو کہ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ 2008 سے یہ پلازہ زیر استعمال ہے اور اس پلازہ میں ایک معصوم بچی کی حادثاتی موت واقع ہوئی ہے جو کہ والدین کی غفلت کی بناء پر ہوئی اور اس میں جب انکوائری کی گئی تو پلازہ انتظامیہ کی بے حسی بھی پائی گئی، تاہم پلازہ مالکان کو حفاظتی انتظامات کرنے کے لئے ایل ڈی اے کی طرف سے نوٹسز جاری کر دیئے گئے ہیں اور یہ جو حادثاتی موت ہوئی ہے اس کے مطابق حسب ضابطہ قانون کے مطابق کارروائی کی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس کے بعد دوبارہ شکایت بھی کی گئی تھی لیکن انہوں نے شکایت کا حل نکالنے کی بجائے وہاں پر گملے رکھ دیئے ہیں لیکن احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کی گئی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ احتیاطی تدابیر اختیار کر لی گئی ہیں، یہ وہاں جا کر چیک کریں کہ وہاں پر صرف گملے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ایل ڈی اے کو دوبارہ ہدایت کریں کہ وہ اسے چیک کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3/15 چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ تحریک التوائے کار تو move ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے لئے بھی استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/24 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور میں نئے سال کی خوشی میں سرعام شراب نوشی اور نشے کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! منشیات جیسی لعنت میں مبتلا افراد بالآخر موت کی وادی میں اتر جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود لوگ اس لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتے یہاں تک کہ شادی بیاہ یا خوشی کے تہوار پر بھی عادی لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں تاہم منشیات کی بیخ کنی اور خاتمہ کے لئے قانون نافذ کرنے والے ادارے ہمہ وقت ہوشیار رہتے ہیں۔ جہاں تک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے وہ اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے تمام ضروری اقدامات زیر قانون عمل میں لاتا ہے۔ اس سلسلہ میں پورے پنجاب میں ضلعی حکومت کی سطح پر ضلع نارکوٹکس کنٹرول کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو کہ فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں ضلعی کمیٹی ہر دو ماہ بعد منشیات جیسے جرائم کا جائزہ لیتی ہے اور اس سلسلے میں اپنی سفارشات و اقدامات پر عمل کرواتی ہے۔ اس کمیٹی میں بالخصوص پولیس انٹی نارکوٹکس فورس محکمہ صحت و تعلیم محکمہ سوشل ویلفیئر، سپورٹس وغیرہ جیسے اہم اداروں کے نمائندگان شامل ہیں۔ یہ درست ہے کہ منشیات کی لعنت میں ہر عمر کے مرد، عورتیں شامل ہیں اور مختلف عوارض کا شکار بھی ہو جاتی ہیں۔ تاہم محکمہ ایکسائز کی کوشش ہوتی ہے کہ سوسائٹی کو اس برائی کی لعنت سے پاک کیا جائے اور اس سلسلہ میں محکمہ نے اپنی فعال ٹیمیں تشکیل دی ہوئی ہیں جو کہ مختلف علاقہ جات میں سرگرم عمل ہیں اور منشیات فروشوں کے خلاف بمطابق قانون کارروائی کی جاتی ہے۔ دوران سال اس سلسلہ میں محکمہ ایکسائز کی کارکردگی بہتر رہی اور ہزاروں لٹر شراب اور بھاری مقدار میں دیگر منشیات بشمول چرس، ہیروئن وغیرہ

برآمد کر کے ذمہ داران کے خلاف مختلف تھانوں میں مقدمات درج کروائے گئے۔مزید برآں منشیات کے استعمال کے نقصانات کے بارے میں بینرز، پمفلٹ اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے عوام میں شعور اور آگاہی پیدا کی جاتی ہے اور وہ از خود اس کا شعور اور تدارک کریں اور اپنے آپ کو اس لعنت سے دور رکھیں۔مزید یہ کہ مختلف این جی اوز جو کہ منشیات کے خلاف کام کر رہی ہیں ان کے تعاون سے ہر سال باقاعدہ واک کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور منشیات کے خاتمہ کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔محکمہ ایکسائز ملکی ، غیر ملکی و غیر مسلموں کو شراب کے حصول کے لئے ازروئے قانون The Prohibition (Enforcement of Hadd) Ordinance 1979 پرمٹ جاری کرتا ہے، پرمٹ ہولڈر اس پرمٹ کی بنیاد پر کسی بھی لائسنس یافتہ ہوٹل سے شراب حاصل کر سکتے ہیں، بغیر پرمٹ کے شراب کا حصول غیر قانونی ہے۔نئے سال کے شروع ہونے سے آج تک یعنی کہ 19۔فروری تک افیون، چرس اور شراب بیچنے اور استعمال کرنے والوں کے خلاف پولیس ڈویژن لاہور میں 935 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔شراب نوشی یا نشہ کی وجہ سے مرنے والوں کے بارے میں مکمل رپورٹ محکمہ پولیس کے پاس نہ ہوتی ہے۔جو کیس رپورٹ کئے جاتے ہیں ان کا ریکارڈ باہم موجود ہے۔عوام کو نشہ کی لعنت سے بچانے کے لئے میڈیا کے ذریعے بھرپور تشہیر کرائی جاتی ہے اور شراب بیچنے والوں کے خلاف یار کھنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور اس نئے سال سے لے کر اب تک جتنے بھی مقدمات درج کئے گئے ہیں ان کی تعداد 935 ہے۔19۔فروری تک کی تفصیل میرے پاس موجود ہے وہ پیش کی جاسکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015

(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: Now, we resume the Clause by Clause consideration on the Punjab Curriculum and Textbook Board Bill 2015. Consideration of the Bill up to Clause 7 was completed on 20th February 2015.

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. A total of 3 amendments have been proposed in it. The first amendment was moved and discussed. Minister for Law has a right to reply. Minister for Law!

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے---(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔اب نماز مغرب کے لئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے

اجلاس کی کارروائی بیس منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں کل اس پر بات ہو گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ reply دیں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! بورڈ کے چیئرمین کی تعیناتی کا طریق کار کلاز 4 میں وضاحت سے دیا جا چکا ہے اس لئے ترمیم ہذا بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 8, for para (a) of sub-Clause (1), the following be substituted:

"(a) Chairperson of the Board to be elected in the first meeting of the Council by the members".

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman.

Due to the loss of second amendment in Clause 3 this amendment is ruled out of order in terms of rules 106 (b) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 .

The third amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

That in Clause 8, the following be added at the end of sub-Clause (2):

"The resolutions by the Advisory Council shall be adopted by a majority of the members present and voting".

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

That in Clause 8, the following be added at the end of sub-Clause (2):

"The resolutions by the Advisory Council shall be adopted by a majority of the members present and voting".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بے ضرر سی ترمیم ہے اور یہ ایڈوائزری کونسل کی working کو facilitate کرنے کے لئے دی گئی ہے کہ جتنے بھی ممبران موجود ہوں وہ بحث و مباحثہ کریں اور معاملہ ان کے زیر بحث آئے۔ اس کے بعد جب اس پر کوئی فیصلہ کرنا ہو بالعموم ہوتا یہ ہے کہ اس طرح کی ایڈوائزری کونسلوں میں فیصلے اتفاق رائے سے ہو جاتے ہیں اور آپس میں اس طرح کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہوتی کہ کوئی بہت زیادہ polarization ہو جائے لیکن ہمیں تو ہمیشہ ہر فیصلے کو کرتے وقت اس بات کو دیکھنا چاہئے کہ ہمارے طریق کار اور فیصلوں میں اس طرح گنجائش ہو کہ اگر مشکل حالات بھی آ جائیں تو اس میں سے نکلنے کا راستہ موجود ہو۔ یہ بہت آسان اور سادہ سی ترمیم اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون صاحب کو اعتراض کیا ہے؟ ایڈوائزری کونسل میں جتنے بھی ممبران حاضر ہیں وہ بحث و مباحثہ کر لیں اور اگر polarization ہو جائے اور اختلاف رائے میں

کوئی شدت ہو تو جس طرح اس ایوان میں آپ جتنے بھی فیصلے کرتے اور کراتے ہیں ایوان کے آگے معاملہ ووٹ کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں آواز کے حوالے سے جو طریق کار ہے وہ یہ ہے کہ جو حق میں ہیں وہ "Ayes" کہیں اور جو خلاف ہیں وہ "Noes" کہیں۔ اس میں آواز کی جتنی شدت ہوتی ہے اس حوالے سے فیصلہ ہوتا ہے تو یہ ایک طریق کار ہے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جب اختلاف ہو جاتا ہے ابھی تو ہماری بے چاری اپوزیشن ننھی مُنی سی ہے لیکن ماضی میں ایسا رہا ہے کہ اپوزیشن کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور دونوں اطراف سے ایک ہی جیسی آواز آتی تھی تو اس صورت میں قانون کے اندر گنجائش موجود ہے اور سپیکر صاحب ممبران کو کھڑا کروا کر گنتی کرواتے ہیں۔ یہ طریق کار فیصلوں کو اچھے طریقے سے نتیجہ پر پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم مخالفت برائے مخالفت کے تحت نہیں دی گئی بلکہ اس کی working کو facilitate کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کی ترامیم کو بھی اسی روایتی طریق کار کے مطابق وزیر قانون oppose کرتے ہیں تو اس سے اس ایوان کا وقار کم ہوتا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کے قد کاٹھ میں کافی اضافہ ہوگا، اسمبلی کا وقار بھی بڑھے گا اور حکومت کی بھی کشادہ دلی ظاہر ہوگی کہ حکومت تنگ دل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی چیز مثبت آ گئی ہے تو اس کو engage کر لیا جائے اور ماضی میں اس طرح کی چیزیں وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتی تھیں۔ اب اکثریت بھی تباہ کن ہے اور اس میں زعم بھی اتنا زیادہ ہے۔ یہ معصوم سی ترمیم ہے میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر دوبارہ غور کر لیں اور انہوں نے ابھی جو "No" کہا ہے اسے withdraw کر لیں تو بڑی آسانی کے ساتھ معاملہ sought out ہو جائے گا کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایجوکیشن کمیٹی میں اس ترمیم پر سیر حاصل بحث ہوئی اور اس میں اپوزیشن ممبران بھی شامل تھے۔ اس کے بعد بھی یہ ترامیم لائے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذکورہ ترمیم کی ضرورت نہ ہے کیونکہ مجوزہ قانون کے مطابق مکمل اختیار بورڈ کا ہے اور ایڈوائزری کونسل کی حیثیت مشاورانہ ہے نہ کہ قائدانہ ہے۔ ایڈوائزری کونسل نے کوئی قرارداد پاس کرنی ہے بلکہ بورڈ کو مشورہ دینا ہے جو کہ کونسل کے ممبران بذریعہ اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہی دیں گے اس لئے یہ ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 8, the following be added at the end of sub-Clause (2):

"The resolutions by the Advisory Council shall be adopted by a majority of the members present and voting".

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill. do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Mr Speaker! I move:

That for Clause 23, the following be substituted:

"(23) Annual Report.

(1) The Board shall, not later than 15th day of February in each calendar year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement settling out, so as known to the Board:

(a) the cases, if any, in which the policy, guidelines and directions of the Government were not accepted and reasons therefore; and

(b) the matters, if any, on which the advice of the Advisory Council ought to have been sought but was not sought and reasons therefore.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Clause 23, the following be substituted:

"(23) Annual Report.

(1) The Board shall, not later than 15th day of February in each calendar year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on 31stday of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement settling out, so as known to the Board:

(a) the cases, if any, in which the policy, guidelines and directions of the Government were not accepted and reasons therefore; and

(b) the matters, if any, on which the advice of the Advisory Council ought to have been sought but

was not sought and reasons therefore.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو oppose کیا گیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس Annual report کے لئے ہم لوگوں نے جو amendment دی تھی اس کے پیچھے ایک خاص وجہ تھی۔ Annual report ایک سال کی performance کی رپورٹ ہو گی جس سے ہمارے اس ایوان کو اور ہم سب کو پتا چلے گا کہ ہمارے اس صوبے کے اندر تعلیم کا جو نظام ہے وہ کس طرف جا رہا ہے۔ ہم نے legislation کر کے یہ بورڈ بنایا ہے جس پر ہم tax payers کا بہت سارا پیسا خرچ کریں گے۔ ہمارا نصاب جو create کرے گا وہ کس direction میں چل رہا ہے، کیا اس کی direction صحیح ہے یا غلط ہے؟ میرے خیال میں اگر یہ چیز اس میں demand کی جائے اور کوئی date fix بھی کر دی جائے کہ اس تاریخ تک اس ایوان کو بتایا جائے۔ ہمارے ساتھ اس ایوان کے اندر ہوتا یہ ہے کہ ہم لوگ یہاں پر سوالات جمع کرواتے ہیں اور دو دو سال تک ان کا جواب نہیں آتا، جب دل کرتا ہے اس کا جواب دے دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ ایک date prescribed کر دی جائے تاکہ اس بورڈ کو پتا ہو کہ اِس دن تک اُس نے اپنی کارکردگی ایوان کو بتانی ہے کہ اس کا کیا اعمال نامہ ہے؟ اس کو پتا ہو کہ There is somebody or some organization to which it is the accountable. جب تک اس ملک کے اندر accountability کا factor نہیں ہو گا، جب تک یہاں پر احتساب کی تلوار سر پر نہیں لٹکتی ہو گی تب تک انصاف ملنا مشکل ہو گا۔ ہمارا بورڈ اُس طرح سے اپنی کارکردگی نہیں نبھا سکے گا جس مقصد کے لئے ہم نے اُس کو بنایا ہے۔ یہ جو بورڈ کی تشکیل دی جا رہی ہے اور یہ جو محنت کی جا رہی ہے یہ اس لئے کی جا رہی ہے تاکہ ہمارا future secure ہو۔ جو problems ہماری آج کی generation محسوس کر رہی ہے اور اس میں سے گزر رہی ہے جو ہمارے Dilemmas ہیں کہ اس نصاب کی وجہ سے ہمارے different social barriers create ہو چکے ہیں وہ ٹوٹ سکیں۔ یہ تب ہی ٹوٹیں گے جب ہم لوگ ایک

مثبت step لیں گے۔ اگر اس amendment کو صرف اس لئے reject کر دیں کہ اس کے اندر وہ منشاء پوری نہیں ہوتی اگر ایک date fix نہیں کی جاتی تو پھر اس قوم اور صوبے کے ساتھ یہ زیادتی ہو گی۔ اس میں کوئی زیادہ چیز تو نہیں مانگی گئی اس میں کیا مانگا گیا ہے، اس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ یہ بورڈ گورنمنٹ کو یہ بتائے کہ اس نے گورنمنٹ کی کون سی بات مانی، نہیں مانی اور اس کا کیا رزلٹ نکلا ہے؟ اگر اتنی سی چیز بورڈ بتا دے گا، اس ایوان کو apprise کر دے گا کہ اُس نے اِس ایوان کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق کیا کیا یا کیا کیوں نہیں؟ میرے خیال میں اس سے کسی کی ہتک ہو گی نہ ہی کسی کے لئے مسائل ہوں گے۔ کچھ لوگوں کی یہ منشاء ہو کہ وہ اپنی من مانیاں اور من مرضیاں کر سکیں شاید اس amendment سے وہ ٹوٹ سکیں۔ شاید ہم لوگ ایک بہتر نصاب لے کر آ سکیں اور ایک بہتر system create کر سکیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اپوزیشن نے یہ amendment دی ہے لہذا اس کو oppose کرنا ہی کرنا ہے تو اُن کا اِس اپوزیشن کے ساتھ کوئی مقابلہ تو بنتا نہیں ہے۔ یہ چھوٹی سی چُنّی مُنّی سی اپوزیشن ہے اور اس میں سے بھی اس وقت صرف چار پانچ لوگ ہیں۔ میرے خیال میں یہ 312 حکومتی ممبران کا ایوان ہے ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن یہ چھوٹی سی جو change ہے یا اس چھوٹی سی requirement سے شاید ہمارے اس صوبے اور آنے والی نسلوں کی تقدیر بدل سکے۔ کیا ہم یہاں پر تقدیر بدلنے کے لئے نہیں، کیا یہ ایوان اس لئے نہیں کہ ہم یہاں پر debate کر سکیں یا laws کو refine کر سکیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کا کام ہی کیا ہے کہ یہاں پر ایک idea یا law لے کر آیا جائے اس پر دونوں طرف سے یہ ایوان بات کرے، بات کر کے اس چیز کو refine کرے اور اس میں سے غلطیاں نکالے تاکہ ہم لوگ سب سے اچھا، بہترین اور احسن Law کو عوام کے لئے introduce کرائیں کیونکہ جو Law ہوتا ہے وہ کسی بھی معاشرہ کا backbone ہوتا ہے۔ کوئی بھی چیز قانون کے بغیر چلائی نہیں جا سکتی۔ آج ہم جو قانون بنائیں گے اس کے لئے ہم آنے والی نسلوں کو جواب دہ ہوں گے لہذا میری استدعا ہے کہ kindly اس کو consider کیا جائے اور اس کو مخالفت برائے مخالفت کے پیٹے نہ ڈالا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم لوگ آج ایسا قانون بنائیں جو ہمارے کل کے لئے secure ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے دن بھی جب یہ Bill زیر بحث آیا تھا تو اس وقت کافی تفصیل کے ساتھ میں نے گزارش کی تھی اور گورنمنٹ کو اس پر مبارکباد اور تحسین دی تھی کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ Bill گو کہ لیٹ آیا ہے بہر حال اچھا ہے کہ گورنمنٹ لے آئی ہے اور اب پنجاب

curriculum کے حوالے سے اپنی تیاری کرے گا۔ پہلی بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایوان کے اندر آپ بہتر جانتے ہیں کہ بہت سارے ادارے جو پنجاب اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعے سے وجود میں آئے ہیں جو اپنی سالانہ رپورٹ پنجاب اسمبلی کے اندر پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ دیکھیں کہ وفاقی سطح پر ہماری جو نظریاتی کونسل ہے اس کی بھی سالانہ رپورٹ پنجاب اسمبلی، سندھ اسمبلی، کے پی کے اسمبلی، بلوچستان اسمبلی اور upper House قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں میں پیش ہوتی ہے۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ قومی اور صوبائی سطح پر عوامی نمائندگان کی معلومات میں آتا ہے کہ جو ادارے ملک کے اندر کام کر رہے ہیں ان کی کارکردگی کیا ہے اور ان کی direction کیا ہے؟ تعلیم کا شعبہ بہت اہم ترین ہے اور اسی کی بنیاد پر سارا معاملہ طے ہونا ہے۔ اس کے اوپر نقب لگانے کے لئے، اس قوم کو اپنی اصل شناخت سے ہٹانے کے لئے اور نظریہ پاکستان کو دفن کر کے اس ملک کو ایک secular state بنانے کے حوالے سے جو کوششیں ہوتی ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ تعلیم اس میں بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ ملک 1947 میں جس آگ اور خون کے سمندر سے گزر کر آزادی کی منزل کو پہنچا ہے اور وہ نسل جس نے براہِ راست face کیا اس کی almost absolute majority رخصت ہو گئی ہے۔ اب ہماری نئی نسل اس کو پوری طرح سے نہیں جانتی کہ یہ آزادی ہم نے کیسے حاصل کی، کتنی عصمتوں کی چادریں تار تار ہوئیں، کتنے سینے کٹے، کتنے ننھے ننھے بچے نیزوں کے اوپر اچھالے گئے، کتنا property کا نقصان ہوا، کس طرح ہندوستان نے پاکستان کو بنتے ہی اس کو undermine کرنے، اس کو ختم کرنے اور economically strangulate کرنے کی جو کوششیں کیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ نہرو نے آزاد کشمیر کے اندر فوجیں داخل کیں تو جناب قائداعظمؒ نے جب آرمی چیف سے کہا کہ تم بھی فوجیں داخل کرو کیونکہ ہندوستان نے یہ زیادتی کی ہے تو اس کے اوپر General Gracey جو Joint Commander in Chief تھے انہوں نے عمل نہیں کیا۔ یہ ساری تفصیلات ہماری نسل کو اس لئے معلوم نہیں ہیں کیونکہ ہمارا curriculum اس حوالے سے بالکل خاموش ہے۔ اب اس ملک کے اندر امن کی آشا اور اس طرح کی تنظیمیں کھڑی ہو جاتی ہیں جو کہتی ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جو border بن گیا ہے یہ کس بے وقوف نے بنایا ہے حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ دونوں طرف ایک قسم کے لوگ رہتے ہیں، ایک قسم کی خوراک کھاتے ہیں، ایک قسم کا لباس پہنتے ہیں گو کہ مذہب میں فرق ہے لیکن ہم سب ایک جیسے لوگ ہیں یعنی اس قسم کی الٹی سیدھی پٹیاں پڑھائی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ قائداعظمؒ کے حوالے سے کہتے تھے کہ قائداعظم تو اس ملک کو ایک secular state بنانا

چاہتے تھے اور الحمدللہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کی پوری justification فراہم کرتے ہیں۔ ایوان میں میرے بائیں جانب میرے دوست، بہنیں اور بھائی بیٹھے ہیں جو مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ پاکستان کی بانی جماعت ہے اور قائداعظمؒ کی سربراہی میں اس پارٹی نے محنت کر کے اس ملک کو بنایا ہے لیکن اب اس کی اصل شناخت سے ہٹانے کی بھرپور کاوش ہو رہی ہے۔ امریکہ کی ایک سیکرٹری آف سٹیٹ Condoleezza Rice رہی ہیں۔ جارج ڈبلیو بُش جو اس دنیا کا غنڈہ اعظم تھا جس نے پوری دنیا کے اندر تباہی پھیلائی اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس موصوف نے عراق کے اوپر چڑھائی کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اسی ترمیم پر آجائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی topic پر ہی بات کر رہا ہوں اور حقائق بتا رہا ہوں کیونکہ نئی نسل کو یہ حقائق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے بتانے ہیں جنہوں نے curriculum بنانا ہے۔ یہ موصوفہ جارج ڈبلیو بُش کے پہلے دَور میں نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر تھیں اور دوسرے دَور میں یہ سیکرٹری آف سٹیٹ یعنی وزیر خارجہ بنی تھیں۔ جب نیشنل سکیورٹی ایڈوائزر تھیں تب وہ US Senate کی Foreign Relation Committee کو briefing دے رہی تھیں جس میں انہوں نے کہا کہ we are at war ہم war against terror کر رہے ہیں اور particularly ہم پاکستان کے اندر مختلف issues پر جنگ کر رہے ہیں۔ اس نے اس بات کو بھی mention کیا کہ خصوصی طور پر ہم پاکستان کے نظامِ تعلیم پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اُس نے بدبخت مشرف کی بڑی تحسین کی اور اُس وقت کی ہماری وزیر تعلیم زبیدہ جلال کے بارے میں اُس نے تبصرہ کیا کہ she is a very wonderful lady and she is doing her job well. میں نے پچھلے دن بحث میں یہ بتایا تھا کہ ہماری جماعت اسلامی کی باقاعدہ ایک کمیٹی ہے جس کا میں ہی سربراہ ہوں اور curriculum میں جو تبدیلیاں آرہی ہوتی ہیں ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہم curriculum کا باقاعدہ جائزہ لے کر چیف سیکرٹری سے ملے پھر سیکرٹری تعلیم سے ملے تو جو چیزیں curriculum میں داخل کروائی گئی تھیں ان کو ہم نے نکلوانے کی کوشش کی جن میں سے کچھ چیزیں نکل گئیں اور کچھ نہ نکل سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے بھی آپ نے اس پر بات کر لی تھی۔ آپ kindly اس amendment پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش اس لئے کر رہا ہوں کہ بہت ساری چیزیں ہماری نظر میں نہیں آتیں لیکن جس طرح ہم نے یہ amendment دی ہے کہ پورے سال کی جو بھی کارکردگی ہوگی، جو بھی curriculum device کریں گے اور جو بھی تبدیلیاں لے کر آئیں گے وہ ساری چیزیں جب اس ایوان میں lay کریں گے تب پورے ایوان کو معلوم ہو جائے گا کہ نئی نسل کو کس سمت لے جانے کا پروگرام ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون صاحب کو اس میں کوئی مشکل ہے؟ آپ پھر ban کر دیں کہ کسی بھی اتھارٹی یا ادارے کی رپورٹ اسمبلی کے اندر نہیں آیا کرے گی۔ تعلیم جو سب سے اہم ترین issue ہے جس کے بارے میں وزیر اعلیٰ موصوف بھی بار بار کہتے ہیں اور وزیر اعظم نواز شریف صاحب بھی اس حوالے سے بات کرتے ہیں جو ٹھیک بات کرتے ہیں کہ تعلیم کا شعبہ سب سے اہم ترین ہے۔ اس میں بہت اہم ادارہ جو نصاب مرتب کرے گا اُس کی رپورٹ کو پنجاب اسمبلی سے چھپانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ابھی وزیر قانون رٹی رٹائی بات کر دیں گے کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم میں یہ سارا معاملہ پیش ہوا تھا جس میں اپوزیشن کے ممبران بھی تھے اور وہاں اس پر بحث ہوئی تھی۔ انہوں نے اس میں جو بھی ترمیم کر دی تھی اُس کو دیکھ کر ہم نے یہاں پر اسے پیش کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب جواب لے لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ان سب چیزوں کو مان لیتا ہوں لیکن وزیر موصوف صرف اس بات کو justify کر دیں کہ جب باقی اتھارٹیوں کی رپورٹ اس ایوان کے اندر lay ہوتی ہے لیکن اس اہم ترین ادارے جس نے نئی نسل کو groom کرنا ہے اور نصاب تعلیم بنانا ہے اس کی رپورٹ اس ایوان کے اندر رکھے جانے میں کون سا پہاڑ مانع ہے؟ کیا امریکہ نے ان کو روکا ہے یا اقوام متحدہ نے روکا ہے؟ میں سیاست برائے سیاست اور مخالفت برائے مخالفت میں یہ بات نہیں کر رہا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا یہ حق ہے اور ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ تعلیم کے حوالے سے جو کچھ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کرے گا جو بھی curriculum device کرے گا وہ ہمارے علم میں ہونا چاہئے تاکہ ہم اس کا جائزہ لے سکیں، اس میں ضروری ترامیم کر سکیں اور اچھائی کے لئے بہتری کر سکیں۔ اس میں تین ترامیم دی ہوئی ہیں تو آپ دو کو omit کر دیں۔ میں اپوزیشن کی طرف سے یہ بھی offer دینے کے لئے تیار ہوں کہ ہم یہ ساری ترامیم withdraw کر لیتے ہیں لہٰذا آپ اپنے طور پر یہ شامل کر لیں کہ اس کی سالانہ رپورٹ ہم یہاں اسمبلی کے اندر پیش کیا کریں گے۔ ہمیں کسی credit کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں بہت دردِ دل کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم اپنی ترامیم کو واپس لیتے ہیں لیکن آپ Bill میں یہ

شامل کر لیں کہ اس کی رپورٹ ہر سال ایوان میں پیش ہو گی۔اس سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ ہم نے میڈیا میں کوئی سُرخی نہیں لگوائی کہ اپوزیشن کامیاب ہو گئی ہے۔آپ کامیاب ہو جائیں اور آپ صرف یہ commit کر لیں کہ ہم اس ترمیم کو قبول کرتے ہیں اور اس کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کیا کریں گے۔میں سارے ایوان سے اس حوالے سے درخواست کروں گا کہ جو بات میں نے کی ہے یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں ہے بلکہ یہ valid بات ہے لہذا آپ اس کو منظور کروائیں کیونکہ اس اتھارٹی اور بورڈ کی سالانہ رپورٹ ہمارے اس ایوان کے اندر آنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کسی اور ممبر نے بات کرنی ہے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں اپوزیشن کے معزز ممبران اور خصوصاً ڈاکٹر وسیم صاحب جو کہ بڑے سینئر ممبر ہیں، کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اگر بل کی Clause 23(3) نکالیں تو اس میں already شامل ہے اور شاید یہ law پڑھے بغیر اس پر بحث کرتے گئے ہیں اور جس طرح وہ بتا رہے ہیں کہ جماعت اسلامی کی Curriculum Committee کے Head بھی ہیں تو اس کی Clause (3) میں ہے:

> The Government shall, as soon may be after the receipt of the report from the Board, lay the report in Provincial Assembly of the Punjab.

اور اسی پر انہوں نے کتنی دیر کھڑے ہو کر بات کی۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر Clause 23 کو دیکھیں تو یہ بالکل مکمل ہے اور اس میں ساری چیزیں شامل ہیں۔بورڈ نے سالانہ رپورٹ حکومت کو پیش کرنی ہے اور حکومت نے سالانہ رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کرنی ہے لہذا یہ ترمیم بلا جواز ہے اور اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That for Clause 23, the following be substituted:

"(23) Annual Report.

(1) the Board shall, not later than 15th day of February in each calendar year, prepare report as to the work done by it during the

preceding year ending on 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) the report shall be accompanied by a statement settling out, so as known to the Board; and

(a) The cases, if any, in which the policy, guidelines and directions of the Government were not accepted and reasons therefore; and

(b) The matters, if any, on which the advice of the Advisory Council ought to have been sought but was not sought and reasons therefore.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 26(A)

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 26(A) of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

That after Clause 26, the following new Clause 26(A), be added:

26(A) **Appointment of Officers and Employees:** Subject to the prior approval from the government, the Board may authorize the Managing Director of the Board to appoint such

officers, advisors, experts, consultants and employees as he considers necessary for the efficient performance of functions of the Board on such terms and conditions as the Board deems fit in the prescribed manner."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That after Clause 26, the following new Clause 26(A) be added:

"26(A) **Appointment of Officers and Employees:** Subject to the prior approval from the government, the Board may authorize the Managing Director of the Board to appoint such officers, advisors, experts, consultants and employees, as he considers necessary for the efficient performance of functions of the Board on such terms and conditions as the Board deems fit in the prescribed manner."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں بورڈ کے ایم ڈی کو تقرریاں کرنے کا اختیار دیا جانا مقصود ہے لیکن ہماری ترمیم یہ ہے اور اس ملک میں المیہ یہ ہے کہ one man show کی وجہ سے آج تک ہم بہت عرصہ سے suffer کر رہے ہیں کہ ایک ہی بندے پر اس حد تک چیزیں لاد دی جاتی ہیں اور اس طرح trust کر لیا جاتا ہے پھر اس کے بعد ہم امید یہ کرتے ہیں کہ ہر چیز میرٹ پر ہو۔ پہلی بات کہ جس طرح سب لوگ جانتے ہیں کہ one man show کے نتائج اس وقت ہم صوبے کے اندر بھگت رہے ہیں کیونکہ اس سے آپ کی efficiency زیرو ہو جاتی ہے اور آپ کے اوپر چیک اینڈ بیلنس کوئی نہیں ہوتا تو اس میں ہماری یہی request ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ تقرریاں کرنے سے پہلے حکومت سے اجازت

لے پھر اس کے بعد یہ عمل شروع کرے وگرنہ وہ من پسند لوگوں کو بھرتی کرے گا۔I am sure کہ میرٹ کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ان لوگوں کو ایسی چیزیں مہیا نہیں کرنی چاہئیں اور ان لوگوں کو ایسی opportunities نہیں دینی چاہئیں جس کی وجہ سے ایک تو میرٹ پر فیصلے نہ ہوں اور اس کے بعد غلط لوگوں کی سلیکشن ہو جائے پھر اس پر چیک اینڈ بیلنس بھی نہ ہو۔ میری یہ گزارش ہے کہ وہ پہلے حکومت سے approval لیں اور اس کے بعد انہیں بالکل بے لگام نہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنی من مانیاں کر سکیں۔ شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! 26 (a) basically یہاں پر دینے کا ایک اور بہت ضروری مقصد یہ ہے کہ اس ملک کے اندر ہم لوگوں نے نوکریاں تو دینی ہی دینی ہیں تو جس طرح کا یہ ڈیپارٹمنٹ ہے یا جس طرح کا بورڈ create کیا جا رہا ہے، یہ ہمارے اوپر ایک امانت ہے اور ہم لوگوں نے سیاست درمیان میں رکھے بغیر اسے لے کر چلنا ہے کیونکہ اس کے اندر جو ایم ڈی ہے he is Chief Executive اور بھرتی تو ایم ڈی صاحب ہی کل کو کریں گے اور اگر ایم ڈی صاحب پر یہ چیز bound کر دی جائے کہ بھرتی کرنے سے پہلے حکومت سے specifically اجازت لینا ضروری ہو گی اور دوسرا اس کا ایک prescribed طریق کار کر دیا جائے گا کہ اس طرح سے وہ تقرری کرے اور بندے ہائر کر سکے۔ اس سے بہت سارا فرق پڑے گا اور اس کے اوپر چیک اینڈ بیلنس create ہو گا۔

جناب سپیکر! ہم لوگ یہاں پر بات کرتے ہیں کہ ہم ایجوکیٹرز اور کانسٹیبل سے لے کر جس مرضی بندے کی بھرتی کریں اور جب اس کی بھرتی شروع ہوتی ہے تو پھر این ٹی ایس کے ٹیسٹ ہوتے ہیں اور پھر فزیکل ٹیسٹ کے علاوہ انٹرویو بھی آتے ہیں اور دس طرح سے scrutinized کر کے ہم اس بندے کو select کرتے ہیں کہ وہ بندہ job پر آ سکتا ہے کہ نہیں؟ تو اسی طرح سے کل کو اس بورڈ کا ایم ڈی اپنی powers کو use اور misuse نہ کرے اس لئے یہ چیز بہت ضروری ہے کہ ہر طرح کی بھرتی جو بھی اس کے اندر ہو گی وہ حکومت کی اجازت کے مطابق اور حکومت کے رولز کو follow کرتے ہوئے ہو۔ آج ہمارے ملک کا اس وقت سب سے بڑا المیہ کیا ہے کہ ہم لوگ ایک بندے کو over burden کر دیتے ہیں اور اسی بات کی مثال دیتا ہوں کہ دن کے اندر چوبیس گھنٹے ہی رہیں گے اور آپ جتنی مرضی کوشش کر لیں چوبیس گھنٹے سے زیادہ نہیں ہونا۔ ایک انسان جب کام کرتا ہے تو اس نے اپنی فزیکل capacity کی حد میں رہ کر کرنا ہے کہ اس نے اس میں کچھ دیر سونا بھی ہے، کھانا بھی کھانا ہے اور اس نے دیگر ٹائم بھی use کرنا ہے تو وہ ایک حد تک اپنی performance دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم کسی ایک

بندے کو یا ایک چیز کو over burden نہ کریں اور اتنا over authorize نہ کریں کہ کل کو وہ ہمارے لئے مسائل بن جائیں۔ مجھے جواز نہیں سمجھ آتا کہ ہمارے منسٹر صاحب کو اعتراض کیا ہو سکتا ہے کہ میرٹ پر ہی بھرتی ہونی ہے یا تو پھر ایم ڈی صاحب کی کوئی extra power ہونی ہے کیونکہ یہ بندہ nominated ہونا ہے۔ ایم ڈی ایک nominated بندہ ہو گا اگر آپ law کو پڑھتے ہیں تو اگر ایک nominated بندہ ہے اور وہ اگر اوپر سے blue eyed بھی ہو گا تو پھر اسے کل کون پوچھے گا اس لئے یہ چیز بہت ضروری ہے کہ law کے اندر prescribed کر دیا جائے تاکہ کوئی اپنی من مانی نہ کر سکے۔ بات یہ ہے کہ ایم ڈی صاحب کی ریکروٹمنٹ کے لئے ادھر لکھا ہوا ہے کہ وہ nominated بندہ ہو گا تو ایک nominated بندہ جس کے لئے انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کیا کیا qualification ہونی چاہئے سوائے اس کے کہ وہ منظور نظر ہو۔ اگر منظور نظر ہونا اس کی پچھلی qualification تھی تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جتنی بھی آگے hiring کرے گا وہ منظور نظر ہونے کی بنیاد پر کرے گا۔ کیا ہم نے اس ملک کو منظور نظر ہونے کی بنیاد پر چلانا ہے؟ یہ بہت ضروری ہے کہ اس پر میرٹ ensure کرنے کے لئے یہ چیز black & white میں لکھ دی جائے تاکہ جو کوئی ایم ڈی اس جگہ پر آکر بیٹھے گا اسے پتا ہو گا کہ اس نے جو چلانا ہے اس پر کوئی بیٹھا ہوا ہے اور وہاں پر کوئی موجود ہے جو اس سے پوچھے گا تو kindly اس کو consider کیا جائے اور اس چیز کو ensure کیا جا سکے کہ میرٹ ہو اور جو لوگ وہاں پر نوکری پر لگنے کے اہل ہوں صرف وہی لوگ اس جگہ پر نوکری لے سکیں اور کوئی منظور نظر حق دار کا حق نہ مار سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبران نے Clause 17(2) پڑھے بغیر ہی یہ ترمیم دی ہے۔ Clause 17(2) میں پہلے سے ہی offices اور ملازمین کی تقرری کا طریق کار واضح کیا گیا ہے اور اگر یہ اسے دیکھ لیتے تو اس ترمیم کی ضرورت نہیں تھی لہذا یہ ترمیم بلا جواز ہے اور اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That after Clause 26, the following new Clause 26(A) be added:

"26(A) Appointment of Officers and Employees: Subject to the prior approval from the government, the Board may authorize the

Managing Director of the Board to appoint such officers, advisors, experts, consultants and employees as he considers necessary for the efficient performance of functions of the Board on such terms and conditions as the Board deems fit in the prescribed manner."

(The motion was lost.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 26(B)

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 26(B) of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Mr Speaker! I move:

That after Clause 26(A), the following new Clause 26(B) be added:

"**26(B) Liability for loss:** Any person employed by or serving under the Board charged with the administration of the affairs of the Board or acting on behalf of the Board or acting under a contract with the Board and is responsible for the loss, waste, misappropriation or misapplication of any money or property belonging to the Board which is a direct

consequence of his negligence or misconduct in the discharge of his duties shall be liable to pay the loss suffered by the Board and the same being determined by the Board after giving the person concerned a reasonable opportunity of being heard."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That after Clause 26(A), the following new Clause 26(B) be added:

"26(B) Liability for loss: Any person employed by or serving under the Board charged with the administration of the affairs of the Board or acting on behalf of the Board or acting under a contract with the Board and is responsible for the loss, waste, misappropriation or misapplication of any money or property belonging to the Board which is a direct consequence of his negligence or misconduct in the discharge of his duties shall be liable to pay the loss suffered by the Board and the same being determined by the Board after giving the person concerned a reasonable opportunity of being heard."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): I oppose it.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر ہم یہاں پر کسی کا احتساب مانگیں اور ہم یہ کہیں کہ احتساب ہونا چاہئے تو اس پر تو میرے خیال میں ساری پارٹیاں اور سارے لوگ agree کرتے ہیں کہ احتساب ہونا چاہئے اور ایک کرپشن فری environment ہونی چاہئے آج یہ ملک 67 سال کے بعد اس

دورا ہے پر کیوں کھڑا ہے کیونکہ جب سے پاکستان بنا ہے کسی نے احتساب کی طرف تو دیکھا ہی نہیں، جب ہم احتساب کی طرف آئے بھی تو جھوٹے سچے مقدمے کر کے ہم نے ان لوگوں کے خلاف احتساب چلانے کی کوشش کی جو کہ ہمیں پسند نہ تھے۔ یہ Clause دینے کی ایک بہت ضروری وجہ ہے کہ کوئی بندہ اپنی پاور کو misuse کرتے ہوئے اس ٹیکس کا پیسا جو ہم عوام سے نچوڑتے ہیں جو ہم لوگوں نے ان پر already بہت زیادہ ٹیکسز کے burdens ڈالے ہوئے ہیں۔ ہم اس پیسے کو عوام سے لا رہے ہیں اور یہاں پر خرچ کر رہے ہیں اس پیسے کو کوئی کھا نہ سکے، کوئی خُورد بُرد نہ کر سکے اور جس مقصد کے لئے عوام نے پیسا دیا ہے اس مقصد کے لئے یہاں پر spend ہو سکے۔

جناب سپیکر! Secondly معزز منسٹر صاحب میرے خیال میں میری بات کو پچھلی دفعہ غور سے نہیں سن رہے تھے ان کا دھیان کہیں اور تھا انہوں نے آئین کی شق 72 کا مجھے یہاں پر بڑے شوق سے بتایا وہ اگر اُس کو دوبارہ پڑھیں گے تو اس کے اندر انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کس طرح سے کیا جائے گا؟ بس انہوں نے یہ کہا کہ جب چاہئے ہو وہ کر سکتے ہیں تو میں نے بھی یہی بات کی ہے کہ جب وہ چاہیں کر لیں لیکن گورنمنٹ سے پوچھ کر اُس کے prescribed manner کے مطابق کریں کیونکہ وہ بہت vague چیز چھوڑ دی گئی ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے کیا؟ ہم قانون بناتے ہیں اُسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں ہم اُسے proper define ہی نہیں کرتے آج اسی وجہ سے ہم اتنے زیادہ مسائل کو suffer کر رہے ہیں۔ آج صبح ہماری کمیٹیاں بھی انہی مسائل کی وجہ سے بنی ہیں کیونکہ ہم لوگوں نے قوانین کھلے چھوڑ دیئے ہیں۔ کیا ہم اسی طرح سے معاشرے کو چلائیں گے کہ ہم قوانین کو کھلا چھوڑ دیں جو جس طرح سے چاہے interpret کرتا رہے؟ یہ ترمیم اسی لئے دی گئی تھی کہ misinterpretation نہ ہو، کسی کا حق نہ مارا جائے اور اگر یہاں پر کسی بندے کا احتساب کیا جائے گا اور کوئی بندہ اگر اس بورڈ کا پیسا اور عوام کا پیسا کھا جائے گا یا اُس کو نقصان پہنچائے گا، اگر اُس بندے کو personally criminalize اور اُس کے لئے وہاں پر accountable کیا جائے تو میرے خیال میں سب کو خوش ہونا چاہئے اور سب کو اس کے لئے آواز اُٹھانی چاہئے کہ ہاں کرپشن فری environment ہو۔ اگر کوئی یہاں سے اس بورڈ کا یا کسی طرح عوام کا پیسا کھا کر جائے گا وہ بھرے گا۔ میرے خیال میں یہ ایک بالکل justified بات ہے until and unless یہاں پر جو لوگ ہیں اُن کو اس لئے رکھا جا رہا ہے اور بورڈ اس لئے بنایا جا رہا ہے تاکہ عوام کا پیسا کھایا جا سکے تو پھر definitely اس پر اعتراضات ہونے چاہئیں اور اعتراض بہت زیادہ ہونے چاہئیں کیونکہ پھر تو خُورد بُرد نہیں ہو سکے گی۔ میرے خیال میں یہ انتہائی ضروری ہے اور اس

طرح کی شق ہر قانون میں موجود ہونی چاہئے۔Anywhere جہاں پر گورنمنٹ اور tax payer کا پیسا لگے وہاں پر یہ شق موجود ہو تاکہ جو بندہ کسی قسم کی misappropriation یا کسی قسم کی کرپشن میں پکڑا جائے گا وہ اس پیسے کو دینے کا پابند ہو گا تو میرے خیال میں جو بندہ اس کو oppose کرتا ہے اُس بندے کو اپنے گریبان میں تھوڑا سا جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ خود نہیں چاہتا کہ کرپشن فری environment ہو اور کیا وہ خود نہیں چاہتا کہ ہمارا معاشرہ آگے بڑھ سکے؟ اپوزیشن کا کام صرف تنقید کرنا نہیں ہوتا اپوزیشن کا کام ہے کہ ہم یہاں پر آئیں اور بہتر سے بہتر قوانین بنا کر عوام کو دیں جس سے عوام کو بہتر سے بہتر سہولیات مل سکیں اور ان کے problems حل ہو سکیں۔ کیا ہم یہ problems حل نہیں کرنا چاہتے کیا یہاں پر بنایا گیا NAB، انٹی کرپشن اور ایف آئی اے جیسے accountability کے اتنے زیادہ ادارے کس لئے بنائے ہوئے ہیں؟ پھر اگر ہم نے accountability کے خلاف ہی احتجاج کرنا ہے مجھے تو آج انتہائی شرم آتی ہے اور میں انتہائی شرمندہ ہوں اس عوام کے آگے کہ اس ایوان کے اندر لوگ مخالفت کر رہے ہیں کرپشن کے خلاف اور کرپشن روکنے کے خلاف یہ اندھیر نگری نہیں تو کیا ہے؟ ہمیں کبھی تو اس کفر کے پیالے کو توڑنے کی ضرورت ہے۔ میری درخواست ہے کہ مہربانی کر کے کفر کے پیالے کو توڑ دیا جائے اس کرپشن فری environment کو آگے فروغ دیا جائے تاکہ ہم لوگ آگے بڑھیں اور ترقی ہو سکے، اس ملک کے وسائل بہتر طور پر خرچ ہو سکیں اور جو کسی نے لوٹ مار کر کے یہ پیسا لے کر جانا ہے وہ پیسا اس عوام پر لگنا چاہئے اس ملک کے اوپر لگنا چاہئے تو کیا اس چیز کے لئے requirement کرنا یا ایک amendment دینا کہ یہاں پر جو بندہ پیسا کھائے گا یا misuse of power کرے گا۔ اُس سے عوام کو نقصان پہنچائے گا وہ اُس کا خمیازہ بھگتے گا تو کیا اُس کو oppose کرنا جائز ہے؟ کوئی بھی ضمیر والا بندہ میرے خیال میں کرپشن کے ساتھ نہیں ہو گا تو منسٹر صاحب کو چاہئے کہ reconsider کریں اور دیکھیں کہ یہ شق میری مخالفت کے لئے نہیں ہے اس سے گورنمنٹ کا کوئی نقصان نہیں ہے، بورڈ یا کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احسن صاحب! منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! مجھے تو وہ خیالوں میں لگ رہے ہیں اور میرا یہ کہنے کا مطلب ہے with all due respect کہ ہم لوگوں نے یہاں پر کرپشن ختم کرنی ہے۔ اگر ہم آج پہلا قدم نہیں اُٹھائیں گے تو کب اُٹھائیں گے؟ ہم لوگوں کو میڈیا اور عوام کو یہ ایک پیغام دینا چاہئے کہ وقت بدل چکا ہے کہ جو نئی regime یا گورنمنٹ ہے یہ بھی entire corruption ہے اور یہ کرپشن کا خاتمہ چاہتی ہے۔

یہ ایک بہت اچھا step ہو گا اگر منسٹر صاحب یہ چاہتے ہیں تو میں اس کو withdraw کر لیتا ہوں۔ وہ اپنی طرف سے اس کو لے آئیں کیونکہ ہم یہاں پر point scoring کے لئے نہیں آئے ہوئے۔ میرا کسی جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہاں پر اپنی عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آیا ہوا ہوں۔ اگر منسٹر صاحب یہ سمجھیں کہ میں کسی سیاسی مفاد کے لئے یا point scoring کے لئے یہ بات کر رہا ہوں، میں ایک آزاد امیدوار ہوں، میں آزاد طریقے سے اپنے حلقے سے ووٹ لے کر آیا ہوں کہ میں اپنی عوام اور پنجاب کے مسائل کے بارے میں ایک آزاد خیال طریق کار سے بات کر سکوں اور حق سچ کی بات کر سکوں۔ میرے اوپر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو کسی پارٹی کی affiliation کی وجہ سے کیا میرا یہاں پر کھڑے ہو کر احتساب مانگنا اور یہ چیز کہنا کہ ہم لوگوں کو accountability دی جائے کہ جو بندہ اس میں سے misappropriation کرے گا وہ جوابدہ ہو گا کیا وہ میری demand غلط ہے ؟ میں یہ کہوں گا کہ kindly منسٹر صاحب اس پر دوبارہ غور کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو میں ان کو پھر کہوں گا کیونکہ آپ نے already اس ترمیم پر بات کر لی تھی Clause 17 کی sub-clause 2 پڑھیں۔ یہ one man show کی بات کر رہے تھے اُس میں پورے بورڈ کا لکھا ہوا ہے کہ جس کو بھی employ کرنا ہے کریں گے۔ اب میں اس ترمیم کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ غبن کرنے یا معاشی نقصان پہنچانے پر کارروائی کے لئے تعزیرات پاکستان NAB اور Anticorruption کے قوانین پہلے سے موجود ہیں غیر مناسب طرز عمل یا فرائض کی انجام دہی میں غفلت پر کارروائی کے لئے PEEDA ACT 2006 بھی موجود ہے اور بورڈ کے ملازمین کے خلاف ان سب قوانین کے تحت کارروائی ہو سکتی ہے لہذا ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That after Clause 26(A), the following new Clause 26(B) be added:
>
> "26(B) Liability for loss: Any person employed by or serving under the Board charged with the administration of the affairs of the Board or acting on behalf of the Board or acting under a

contract with the Board and is responsible for the loss, waste, misappropriation or misapplication of any money or property belonging to the Board which is a direct consequence of his negligence or misconduct in the discharge of his duties shall be liable to pay the loss suffered by the Board and the same being determined by the Board after giving the person concerned a reasonable opportunity of being heard."

(The motion was lost.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون نور انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up NUR International University Lahore Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar...

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہم لوگ بہت ضروری بل لے کر آ رہے ہیں، ہم ایک یونیورسٹی بنانا چاہ رہے ہیں اس لئے kindly کورم پورا کرا دیں کیونکہ کورم پورا نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون نور انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015

(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: Any mover may move it

کوئی mover نہیں ہے--؟ چونکہ کوئی mover نہیں ہے that is treated as withdrawn

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آ گئی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترمہ! اب میں بول چکا ہوں وہ amendments lost ہو چکی ہیں۔

The second amendment is from Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul- Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik,

Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Mr Speaker! I move:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th March 2015.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA
5. Mrs Ayesha Javed, MPA
6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
9. Dr Murad Raas, MPA
10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA

(اذان عشاء)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th March 2015.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA

5. Mrs Ayesha Javed, MPA
6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
9. Dr Murad Raas, MPA
10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے oppose کیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں خاص کر لاہور شہر میں بہت ساری پرائیویٹ یونیورسٹیاں already exist کرتی ہیں اور جب کبھی ایجوکیشن سے related issues آتے ہیں کہ یونیورسٹی کا یہ روّیہ ہے یا اتنے فیصد charge کر رہی ہے تو اس وقت تو یہاں پر کھڑے ہو کر جو بھی ممبر جواب دے رہا ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ تو پرائیویٹ یونیورسٹی ہے اس پر تو ہمارا اختیار ہی نہیں چلتا ہے۔ وہ خود اپنی مرضی سے running کرتے ہیں جو مرضی charge کریں اور جیسے مرضی کریں۔ ہم اس کے بعد خود بھاگ بھاگ کر ایک اور پرائیویٹ یونیورسٹی کا Bill لے آتے ہیں۔ یہاں پر point یہ ہے کہ میں اس کو بالکل oppose نہیں کرتا کہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں بہت ساری ہیں اور بھی ہونی چاہئیں لیکن اس چیز کا سیدھا سیدھا اعتراف ہے کہ ایسی یونیورسٹی کی وجہ سے ہمارے والدین بلاوجہ اتنی زیادہ فیسیں دینے پر مجبور ہیں۔ ان لوگوں کی وجہ سے social classes create ہو رہی ہیں۔ مجھے تو اس چیز پر بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ جب میں نے سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ پڑھی تھی تو اس رپورٹ کے اندر مجھے سیکرٹری صاحب کے الفاظ یاد آ رہے ہیں کہ میں نے visit faculty کی اتنی شاندار faculty تھی وہاں پر four thousand plus books کی لائبریری تھی لیکن میں نے تو کبھی اس یونیورسٹی کا نام نہیں سنا، میری ساری زندگی اس شہر کی ہے۔ میں نے 90 فیصد زندگی اس شہر میں گزاری ہے اور میں نے اس یونیورسٹی کا نام کبھی نہیں سنا جس کی ماشاءاللہ چار ہزار کتابوں کی لائبریری ہے۔ میں نے کبھی سنا نہیں کہ یہ exist بھی کرتی ہے۔ میری ایک بات سنیں گورنمنٹ کا جو پچھلا Bill آیا ہوا تھا یا ابھی جو آیا ہوا

ہے اس میں گورنمنٹ کی کوشش تو یہی ہے کہ ایک criteria پر سب کو ایک جیسی تعلیم مہیا کی جا سکے۔ میرے خیال میں حکومت بہت ساری سرکاری یونیورسٹیاں بھی اس لئے کھول رہی ہے اور ان پر اتنے اربوں اور کھربوں روپے لگا بھی رہی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس یونیورسٹی کا جس کے بارے میں چار ہزار کتابوں کی لائبریری اور بہترین شاندار faculty ہے with international courses and every thing تو ہم نے آج تک اس کا نام سنا کیوں نہیں، اس سے پہلے اس کی existence کیوں نہیں تھی؟ اس کے علاوہ کیا ہماری اپنی یونیورسٹیاں یا ہمارے اپنے ادارے جو پہلے سے موجود ہیں کیا وہ inadequate ہیں؟ چلیں! inadequate ہوں گے۔ کیا ان کا اتنا بُرا ریکارڈ ہے کہ ہمیں اب انٹرنیشنل یونیورسٹی کی ضرورت ہے چلیں! انٹرنیشنل تعلیم بھی ہمیں دینی چاہئے۔ میں یہ پوچھوں گا کہ کیا چیز اس یونیورسٹی کو govern کرے گی؟ یہ بڑے مزے سے یہاں پر چارٹر دینے کے لئے لے تو آئے ہیں لیکن مجھے یہ بتائیں کہ جو ہم اتنے عرصے سے یہاں پر face issues کر رہے ہیں جس کا آپ خود یہاں پر آ کر جواب دیتے ہیں کہ پرائیویٹ یونیورسٹیوں پر ہمارا اختیار نہیں ہے تو کیا ہم نے اس کے لئے بھی کوئی provisions بنائی ہیں، کیا اس چیز کا یہاں پر خیال رکھا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی سے عوام کی کھال نہیں اتاری جائے گی اور جو بچے وہاں پڑھنے کے لئے جائیں گے جن کو کسی وجہ سے سرکاری یونیورسٹی یا کسی اور یونیورسٹی میں داخلہ نہیں ملا ان سے جائز فیس لی جائے گی اور اتنی فیس جتنی پنجاب یونیورسٹی charge کرتی ہے یا جتنی فیس GC(University) charge کرتی ہے؟ آپ پرائیویٹ یونیورسٹی کا fee structures اٹھا کر دیکھ لیں تو ایک پرائیویٹ یونیورسٹی کی ایک semester کی فیس ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے اور میرے خیال میں GC(University) میں بچے کا پورے سال کا خرچہ جمع ہاسٹل بھی ایک لاکھ روپے شاید ہو تو کیا اتنی disparity جائز ہے اور کیا ہم لوگوں کا یہ حق بنتا ہے کہ ہم اس طرح سے عوام کو نقصان پہنچانے والے اقدامات کو support کریں؟ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ یونیورسٹی بنائیں ایک نہیں دس یونیورسٹیاں بنائیں لیکن مجھے اس چیز کی یہاں پر commitment دیں کہ ان کا نصاب تعلیم ہمارے نصاب کے مطابق ہو گا، ان کا fee structures ہمارے fee structures کے مطابق ہو گا وہ عوام کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے؟ مجھے اس چیز کی surety دیں۔ میں یہ پوچھوں گا کہ آج Question Hour کے اندر ایک سکول کی بات ہو رہی تھی۔ 1990 میں وہ سکول دے دیا گیا اور وہاں پر فلاں بندے نے سکول کی جگہ پر اپنا گھر بنا لیا تو کیا یونیورسٹیاں اس لئے بنا رہے ہیں کہ یہ عوام کو تعلیم دیں اور ہمارا روشن مستقبل کریں یا ہم یونیورسٹیاں اس لئے بنا رہے ہیں کہ ان

کی ایک فیکٹری نما چیز لگ جائے جس پر وہ سروس انڈسٹری کے اندر آکر عوام سے لوٹ مار کرتے رہیں اور وہاں سے پیسا کماتے رہیں؟ مجھے یہ کوئی بتادے کہ ہماری جو اتنی اعلیٰ اعلیٰ پرائیویٹ یونیورسٹیاں یہاں پر قائم ہیں ان یونیورسٹیوں نے ہمیں ابھی تک کیا deliver کیا ہے اور ان یونیورسٹیوں نے ہمیں اب تک کیا دیا ہے؟ میں یہ پوچھوں گا کہ اچھی بات ہے کہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں بنائیں لیکن مجھے کوئی یہ بتادے کہ ایسی کیا خاص وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے سیکرٹری صاحب زیادہ خوش تھے اور وہ state کرتے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں وہ پڑھ کر سنادوں۔ ان کا یہاں پر stance ہے کہ:

> The university had a modern library having about more than four thousand books in it. He also explained about the committee's establishment and functions etc.

جناب سپیکر! میں یہ پوچھوں گا کہ ماشاء اللہ اتنی بڑی کتابوں کی لائبریری والی یونیورسٹی کہاں چھپی ہوئی ہے؟ میں بھی چاہوں گا کہ اس کا visit کروں، میں بھی اس سے استفادہ کر سکوں اور میں بھی دیکھ سکوں کہ یہاں پر یونیورسٹی کا چارٹر دینے کے لئے پورے ایوان کو باندی بنا کر بٹھایا گیا ہے، کیا اس یونیورسٹی کی اتنی قابلیت اور اہلیت ہے؟ مجھے یہ بتادیں کہ NUR are stand for what یہاں پر کتنے educate آئے ہوئے ہیں؟ ہم اس چارٹر Bill کو پاس کر رہے ہیں، کوئی مجھے یہ تو بتادے کہ NUR international university ہے what does NUR stand for? کوئی مجھے یہاں پر یہ بتادے کہ یہ یونیورسٹی انجینئرنگ یونیورسٹی ہے، میڈیکل یونیورسٹی ہے یا بزنس یونیورسٹی ہے یا کیا ہے؟ میرے خیال میں اگر ہم یہاں پر چارٹر دینے کے لئے آتے ہیں تو اس ایوان کو پوری انفارمیشن دینی چاہئے اور اس ایوان کو بتانا چاہئے کہ اس چیز کی کیا ضرورت ہے اور کیوں ضرورت ہے؟ میرے خیال میں اگر یہاں پر کسی نے شوگر مل کھولنی ہے یا کوئی اور مل لگانی ہے تو اس وقت حکومت کو بہت ساری اجازتیں یاد آجاتی ہیں اور اس وقت تو یہ بھی یاد آجاتا ہے کہ market saturated اتنی زیادہ ہے اور authorities regulations ہیں لیکن جب ہم سکول پہ سکول بناتے جائیں، ہر گلی اور محلہ میں پرائیویٹ سکول بنادیں اور کالج بنادیں اور ہم لوگ ان کو regulate کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہیں۔ میرے خیال میں آپ یونیورسٹیاں بنائیں، بہت ساری یونیورسٹیاں بنائیں لیکن اس وقت بنائیں جب آپ ان کو run کر سکیں، جب آپ ان پر نگاہ رکھ سکیں اور جب آپ اس چیز کو manage کر سکیں کہ ان کا نفاذ اور وہاں سے دی جانی والی تعلیم ایک مخصوص پرائس پر ہے تاکہ غریب کا بچہ بھی وہاں پر تعلیم حاصل کر سکے۔ کیا یہ ایوان صرف یہاں پر امراء کے لئے آیا ہوا ہے؟ یہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں تب جائز

ہونی چاہئیں جب confirm ہو کہ ان کے اندر 25 فیصد بچے غریبوں کے بھی پڑھتے ہیں تاکہ disparity ختم ہو سکے اور نصاب کے اندر equality آ سکے۔ اگر ہم لوگوں نے اس ایوان میں ان چیزوں کا خیال نہیں رکھنا تو پھر کس چیز کا خیال رکھنا ہے؟ مجھے آج اعتراض نہیں ہے اس کو لے آئیں لیکن کوئی وجوہات کی بناء پر لے کر آئیں، کوئی مجھے اس کی definition بتائے، کوئی مجھے اس کی location بتائے اور میں اس کو خود visit کر کے دیکھنا چاہوں گا کہ وہاں سے جو اتنی advocacy ہو رہی ہو یا اس اسمبلی کے ایوان سے اس کے اتنے facts state کئے جا رہے ہیں میں بھی تو جا کر دیکھوں کہ اس میں کتنی صداقت ہے؟ میرا یہ کہنا ہے کہ kindly اس چیز کو hold کیا جائے اور Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اسے دیکھ سکے۔ اگر کمیٹی ممبران پر اعتراض ہے تو بے شک اس میں بھی editing کر لیں، مجھے تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ کمیٹی کے ممبران یہی ہونے چاہئیں، آپ بے شک اپنی مرضی کے ممبران بھی اس میں شامل کر لیں۔ میرے خیال میں جب تک یہ کفر کا پیالہ ہمارے ہاتھ میں رہے گا، ہم لوگوں نے اس ایوان کو اسی طرح سے چلانا ہے کہ یہ ترامیم تو اپوزیشن کی طرف سے ہیں، ہماری تو اس کے ساتھ دشمنی ہے "بندوقاں کڈ لو تے لڑ لو" پھر اس ایوان کے اندر کیا ہوگا؟ اس وقت اپوزیشن ہے ہی کتنی، اگر ہم منسٹر صاحب کو اتنے ہی ناپسند ہیں یا ہماری کی ہوئی باتوں پر اعتراضات ہیں تو ویسے ہی کہہ دیں، پی ٹی آئی تو پہلے ہی نہیں آتی، ہم لوگ بھی آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر آپ one sided House اپنی مرضی سے چلا لیں۔ کیا ہم صرف اس چیز کے لئے رہ گئے ہیں؟ میرے خیال میں اس کو personal نہیں لینا چاہئے It is nothing personal یونیورسٹی بنے یا نہ بنے اس میں میرا ذاتی نقصان یا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس ایوان میں سے بھی کسی کا فائدہ نقصان نہیں ہوگا، sorry میری بات کسی کو بُری لگ رہی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ یونیورسٹی وزیر موصوف کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی بات بھی سن لیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم اس ایوان کے اندر آئے ہیں تو جس چیز کے لئے ہمیں عوام نے یہاں بھیجا ہے ہم پہلے اس ڈیوٹی کو تو پوری طرح سے انجام دے لیں، اگر ہم اس ڈیوٹی کو یہاں پر انجام نہیں دیں گے تو پھر اس ایوان کا کیا فائدہ ہے، اس ایوان سے کیا مل رہا ہے؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر اس معاملے کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ یہاں پر اس کے بارے میں جو باتیں کی گئی ہیں، لائبریری کے بارے میں، اس کے structure کے

بارے میں اور infrastructure کے بارے میں اس کی صداقت بھی دیکھی جا سکے۔ یہ پتا چل سکے کہ وہ افسران یا لوگ جو اس وقت اس بل کو پاس کروانا چاہ رہے ہیں وہ اصل میں عوام کے لئے کروانا چاہتے ہیں یا اپنے مفاد کے لئے کروانا چاہ رہے ہیں، اس میں facts کتنے ہیں اور جھوٹ کتنا ہے؟ میری اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ kindly اس معاملے کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور تب تک اس یونیورسٹی کے چارٹر کو روکا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہاں پر بل کے حوالے سے، ترمیم کے حوالے سے لمبی چوڑی بات کی ہے۔ ایک تو میری گزارش ہو گی کہ ہمارے ممبر نوجوان ہیں، بہت جذباتی نوجوان ہیں لیکن بات اگلی ترمیم پر کر رہے تھے۔ کلاز 5 کی ترمیم پر انہوں نے کچھ باتیں یہاں پر کی ہیں اور کچھ ایسی باتیں بھی کی ہیں جن پر انہوں نے ترمیم ہی نہیں دی۔ پہلے یہ بل کو اچھی طرح سے پڑھیں اور انہیں تیاری بھی کر کے آنی چاہئے۔ اس بل کو اگر یہ غور سے پڑھیں تو اس میں دیا گیا ہے کہ اس میں کون کون سی faculties ہیں اور کس مقصد کے لئے یہ یونیورسٹی بن رہی ہے۔ جب کسی یونیورسٹی کو چارٹر دیا جاتا ہے تو بل میں اس کی ساری details ہوتی ہیں۔ یہاں انہوں نے جو ترمیم پیش کی تھی اس میں سلیکٹ کمیٹی کے حوالے سے جو بات کی ہے، اس کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ انہوں نے اس پر اگلی کلاز میں ترمیم دی ہوئی ہے وہاں پر انہوں نے دوبارہ بات کرنی ہے لہذا میں اس کا جواب بھی اس وقت دے دوں گا۔ اس وقت انہوں نے جو ترمیم دی ہوئی ہے اس کا جواب دینا چاہوں گا۔ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی میں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ already Standing Committee میں اس پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے جس میں اپوزیشن کے ممبران بھی موجود تھے اس لئے یہ ترمیم بلا جواز ہے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th March 2015:

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA

2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA
5. Mrs Ayesha Javed, MPA
6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
9. Dr Murad Raas, MPA
10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 5, after sub-Clause (2), the following sub-Clauses (3) and (4) be added:

"(3) Subject to Section 4(w), the University shall prepare the schedule of fees to be charged from the students and enforce the same after approval of the Chancellor. The revision, if any, in the schedule shall also be made with the approval of the Chancellor.

(4) According to the policy of the Government, the University shall be bound to ensure 10 percent of the total admissions are made from the needy and deserving students in a transparent manner."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5, after sub-Clause (2), the following sub-Clauses (3) and (4) be added:

"(3) Subject to Section 4(w), the University shall prepare the schedule of fees to be charged from the students and enforce the same after approval of the Chancellor. The revision, if any, in the schedule shall also be made with the approval of the Chancellor.

(4) According to the policy of the Government, the University shall be bound to ensure 10 percent of the total admissions are made from the needy and deserving students in a transparent manner."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): I oppose it

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے اسے oppose کیا ہے۔ جناب احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: میرے خیال میں، مجھے اس پر وزیر موصوف کے oppose کرنے کی سمجھ نہیں آتی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن کی سمجھ نہیں آتی؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے oppose کرنے کی سمجھ نہیں آتی۔ یونیورسٹی اپنی مرضی سے فیس مقرر کرتی ہے، اس میں اگر ایک خاص تعداد میں deserving اور needy لوگوں کو admission دے دیا جائے تو میرے خیال میں یہ ایک بڑا جائز سا مطالبہ ہے اور عوام دوست مطالبہ ہے کہ ایک غریب آدمی جس کو اپنی زندگی میں ہائر سوشل کلاس کے ساتھ تعلیم کا موقع نہ مل سکتا ہو اس سے اس کو بھی موقع مل سکے گا۔ چلو زیادہ نہیں تو اس طبقے کے دس فیصد لوگ ہی وہاں پر جا سکیں اور ایک ایسی تعلیم حاصل کر سکیں جس کا لوگ خواب دیکھتے ہیں۔ میرے خیال میں تو یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جس پر اتنا بڑا issue بنایا گیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ ایک پرائیویٹ

یونیورسٹی ہے اور اس یونیورسٹی کی آمدن میں کمی واقع ہو جائے گی اور وہ پیسے تھوڑے کم کما سکیں گے کیونکہ ان میں دس فیصد غریب اور deserving لوگ ہوں گے۔ ہر یونیورسٹی کا چانسلر گورنر صاحب کو بنایا جاتا ہے، میرے خیال میں یہ بڑی اچھی بات ہے ہر معاملے میں حکومت کہتی ہے کہ ہم فیسوں کے اضافے کے بارے میں بے بس ہیں، ہم fee structure پر کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ میرے خیال میں اس بل میں یہ ایک بڑی اچھی کلاز دی گئی ہے کہ جب کبھی کسی ادارے نے اپنی فیسوں میں اضافہ کرنا ہو گا تو وہ ہمارے گورنر صاحب سے یعنی اپنے چانسلر صاحب سے اجازت مانگیں گے۔ میرے خیال میں گورنر صاحب عوام کے نمائندے ہوں گے اور state کو represent کر رہے ہوں گے۔ مجھے اس چیز پر پورا اعتماد ہے کہ جو بھی اس وقت کے گورنر ہوں گے تو وہ کبھی بھی بلاوجہ ناجائز فیس کے اضافہ کی اجازت نہیں دیں گے جو کہ عوام کی affordability سے زیادہ ہو۔ میرے خیال میں اگر اس چیز کو اتنا بھی accept کر لیا جائے کہ چانسلر صاحب کی مرضی سے فیس میں اضافہ ہو جائے تو اس سے عوام کا ہی بھلا ہو گا، اگر کوئی نقصان ہو سکتا ہے تو فیکٹری کے مالک کا ہی ہو سکتا ہے، sorry یونیورسٹی کے مالک کا نقصان ہو سکتا ہے، آپس کی بات ہے اگر دیکھا جائے تو مجھے تو یہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں فیکٹریاں ہی لگتی ہیں۔ ان کی تو موج ہے ٹیکس دینا کوئی نہیں، پوچھنے والا ادارہ کوئی نہیں، کسی سے جا کر پوچھو تو بڑے شریف آدمی بن کر کہتے ہیں کہ ہم تو educationist ہیں۔ اس سے اچھا تو اور کوئی کاروبار ہے نہیں۔ میرے خیال میں یہ عوام کے لئے تو ہے نہیں، یہ کاروبار کے لئے چیزیں ہیں۔ اگر ایک بندے کے کاروبار پر ہم لوگ sealing لگا دیں گے اور اس سے غریب لوگوں کا تھوڑا سا بھلا ہو جائے گا۔ Fee structure پر اگر ہم مانیٹرنگ کی ایک شرط رکھ دیتے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ وزیر موصوف یونیورسٹی کی favour میں چل رہے ہیں کہ اس کی فیسیں بھی وہ اپنی مرضی سے بڑھائیں، اپنی من مانی کریں تو ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں ہم اس کے اوپر بھی خاموش رہ جائیں گے وہ اپنی مرضی کر لیں کیونکہ یہاں پر ہم عوام کے لئے تو آئے ہوئے نہیں ہیں، ہم تو اس لئے آئے ہوئے ہیں کہ امیر، امیر تر ہوتے جائیں اور ہماری یونیورسٹیوں میں disparity بڑھتی جائے اور غریب لوگ وہاں پر نہ جا سکیں۔ اگر ہم لوگ چاہتے ہیں کہ social issues جو کہ پہلے ہی بہت زیادہ ہیں بلکہ روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں ان پر قابو پایا جا سکے اور disparity under control ہو تو kindly اس چیز کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پانی بھی پی لیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):جناب سپیکر!فیسوں میں اضافے کا فیصلہ فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں یونیورسٹی کا بورڈآف گورنرز کرتا ہے جس میں ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن، ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب، نمائندہ پنجاب اسمبلی اور پنجاب کی سرکاری یونیورسٹی کا وائس چانسلر بطور ممبر موجود ہیں۔اسی طرح یونیورسٹی کے قیام کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط دس فیصد داخلہ جات برائے ضرورتمند طلباء ہے جس کے پورا ہونے پر ہی چارٹر کی منظوری دی جاتی ہے۔مزید یہ کہ مجوزہ بل کی کلاز4(s)کے تحت یونیورسٹی کی سالانہ آمدن کا پانچ فیصد طلبا کی مالی امداد اور سکالرشپ کے لئے مختص کیا گیا ہے لہذا یہ ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 5, after sub-Clause (2), the following sub-Clauses (3) and (4) be added:

"(3) Subject to Section 4(w), the University shall prepare the schedule of fees to be charged from the students and enforce the same after approval of the Chancellor. The revision, if any, in the schedule shall also be made with the approval of the Chancellor.

(4) According to the policy of the Government, the University shall be bound to ensure 10 percent of the total admissions are made from the needy and deserving students in a transparent manner."

(The motion was lost.)

Now the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar,

Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul- Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 11, for sub clause (6), the following be substituted:
>
> "(6) The Vice Chancellor shall, within three months of the close of the academic year, submit the annual report of the University through the Board to the Chancellor who shall cause a copy of the report be laid before the Provincial Assembly.".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is

> "That in Clause 11, for sub-Clause (6), the following be substituted:
>
> "(6) The Vice Chancellor shall, within three months of the close of the academic year, submit the annual report of the University through the Board to the Chancellor who shall cause a copy of the report be laid before the Provincial Assembly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے میری استدعا ہے کہ ہر چیز پر oppose مت کریں ہماری ساری گزارشات غلط نہیں ہیں آپ صرف مخالفت برائے مخالفت والا سلسلہ نہ رکھیں۔ ہم نے اس ترمیم میں ایک simple سی request کی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہمارے تمام معزز ممبران کے فائدے کی بات ہے کیونکہ ہم عوام کو answerable ہیں۔ ہم نے اس

ترمیم میں یہ استدعا کی ہے کہ یونیورسٹی کی سالانہ رپورٹ یہاں پر پیش کی جائے۔ جس طرح باقی رپورٹیں ہمیں ملتی ہیں اگر اسی طرح اس یونیورسٹی کی سالانہ رپورٹ بھی یہاں اسمبلی کے معزز ممبران کے سامنے آئے گی تو پتا لگے گا کہ آپ نے جس یونیورسٹی کو منظور کیا تھا وہ perform کر رہی ہے، میرٹ پر کام کر رہی ہے اور اس کا فائدہ ہوا ہے یا نہیں؟ یا وہ صرف پیسے بنانے کی مشین بنی ہوئی ہے اور یہاں پر اس نے کوئی performance نہیں دی۔ یہ بہت اہم ہے کہ تمام معزز ممبران کے علم میں ہو تا کہ next time وہ ایسی یونیورسٹیز کی منظوری نہ دیں جن کا purpose ایجوکیشن دینا نہیں بلکہ صرف پیسا کمانا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہو جائے گا کہ آپ next time سوچ سمجھ کر منظوری دیں گے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو پتا لگے گا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ جن بچوں کو گورنمنٹ کی یونیورسٹیز میں داخلے نہیں ملتے وہ مجبور ہو کر ان پرائیویٹ یونیورسٹیز میں داخلہ لیتے ہیں اور ان کے لئے again ایک بہت مشکل مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ وہاں کی فیسیں afford نہیں کر سکتے لیکن ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ ہوتا ہی نہیں کہ وہ ان یونیورسٹیز میں جائیں۔ میں آپ کو ایسی ایسی مثالیں بتاتی ہوں کہ بے چارے بچے بہت محنتی اور لائق ہیں لیکن فیس نہیں دے پاتے اور ان بچوں کے والدین انہیں پڑھانے کے لئے اپنے گھر تک بیچ دیتے ہیں۔ جب ان بچوں کو سرکاری یونیورسٹیوں میں داخلے نہیں ملتے تو انہیں مجبوراً ان پرائیویٹ یونیورسٹیوں میں جانا پڑتا ہے اور یہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں اتنی زیادہ فیسیں لے کر ان کی کھالیں اتارتی ہیں۔ انہوں نے فیسوں کی مد میں ہر دفعہ کچھ نہ کچھ نیا add کیا ہوتا ہے جس وجہ سے بچے بے چارے مجبور ہوتے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ کم از کم اتنا تو کر لیں کہ ان کی سالانہ رپورٹ اس ہاؤس کے معزز ممبران کے سامنے آئے تاکہ ہمیں بھی پتا لگے کہ ان کی کیا کارکردگی ہے؟ کیا وہ صرف کھالیں اتار رہے ہیں اور پیسوں کی مشینیں بنائی ہوئی ہیں یا بچوں کو صحیح معنوں میں educate بھی کر رہی ہیں؟ ان کی سالانہ رپورٹ یہاں اسمبلی میں پیش کرنا اس ایوان اور معزز ممبران کے فائدے میں ہے کہ جب ہم عوام کے سامنے جائیں گے تو ہم اس حوالے سے ان کے سامنے بھی سرخرو ہوں گے اور اگر وہ وہاں پر غلطی کر رہے ہیں تو at least ان کو جواب تو دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر آپ (6)11 original دیکھیں گے تو جو ترمیم دی گئی ہے اس میں صرف ایک چھوٹی سی demand ہے۔ وہ وہاں پر تو already agree کرتے ہیں کہ ہم لوگ یونیورسٹی کے بورڈ کے سامنے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کریں گے۔ یہاں صرف اتنی demand کی گئی ہے کہ وہ اپنے بورڈ کے علاوہ پنجاب اسمبلی کے اندر بھی سالانہ رپورٹ پیش کر دیں۔

میرے خیال میں بورڈ پنجاب اسمبلی سے تو superior نہیں ہو سکتا۔اگر پنجاب اسمبلی سے superior ہوتا تو پھر پنجاب اسمبلی کے آگے رپورٹ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اگر پنجاب اسمبلی اس سے superior ہے اور ہم یہاں پر یہ چیز چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے اندر لوگوں کو پتا چل سکے کہ ہم لوگوں نے جو اتنی خوبصورت یونیورسٹی بنائی ہے اور اسے چارٹر دے رہے ہیں وہ کیسا perform کر رہی ہے؟ میرے خیال میں ہم سب پر یہ فرض ہے کہ ہم لوگ اس چیز کو دیکھیں کہ ہم جن اداروں کو یہاں پر create کرتے ہیں ان سے ہمیں کیا deliverance مل رہی ہے؟ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ بورڈ بہت زیادہ superior ہے اور اس learned اسمبلی سے زیادہ knowledge رکھتا ہے اور زیادہ بہتر طریقے سے سالانہ رپورٹ پڑھ سکتا ہے اور اس پر decide کر سکتا ہے تو پھر ان کی بات justified ہے اور پنجاب اسمبلی اس قابل بھی نہیں ہوگی۔اگر یہ ایوان اس صوبے کا supreme ایوان ہے، اس ایوان سے اوپر کوئی ایوان نہیں ہے اور یہ مطالبہ کیا جائے کہ اس ایوان کے اندر اس کی کارکردگی کی رپورٹ دی جائے اور ایسی چیز کی رپورٹ جو کہ اس ایوان کی اجازت سے ہی کی جا رہی ہے تو میرے خیال میں پھر یہ ناجائز مطالبہ نہیں ہے۔میرے خیال میں منسٹر صاحب اسے صرف اپوزیشن کی ترمیم سمجھ کر bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ انہیں reconsider کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ سب کلاز 6 پرائیویٹ سیکٹر کی دیگر یونیورسٹیوں کے قوانین کی متعلقہ کلاز کے عین مطابق ہے یعنی یونیورسٹیوں کی سالانہ رپورٹس بورڈ آف گورنرز کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔تمام پرائیویٹ یونیورسٹیوں کے قوانین کے حوالے سے گورنمنٹ کی موجودہ پالیسی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ کسی بھی طرح کی امتیازی شق کے اطلاق سے اجتناب کیا جائے تاکہ ایسی تمام یونیورسٹیوں کے قوانین میں یکسانیت اور برابری ہو۔تاہم اگر مستقبل میں اس بابت کوئی بھی تبدیلی ایک پالیسی کے تحت تجویز کی جاتی ہے تو وہ ایسے تمام اداروں پر لاگو ہوگی۔مزید برآں تجویز کردہ ترمیم میں سالانہ رپورٹ پیش کئے جانے کی ذمہ داری وائس چانسلر کو دی گئی ہے جو کہ درست نہ ہے چونکہ اسمبلی میں پیش ہونے والی سالانہ رپورٹس ہمیشہ گورنمنٹ پیش کرتی ہے۔ترمیم ہذا بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 11, for sub-Clause (6), the following be substituted:

"(6) The Vice Chancellor shall, within three months of the close of the academic year, submit the annual report of the University through the Board to the Chancellor who shall cause a copy of the report be laid before the Provincial Assembly."

(The motion was lost.)

Now the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

That in Clause 12, the following sentence, be added at the end:

"The person so appointed as the Acting Vice Chancellor shall have the similar qualifications and experience as are prescribed for the appointment of the Vice Chancellor."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 12, the following sentence, be added at the end:
"The person so appointed as the Acting Vice Chancellor shall have the similar qualifications and experience as are prescribed for the appointment of the Vice Chancellor."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت 30 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہماری اس ترمیم میں تو oppose کرنے والی کوئی ایسی بات نہیں ہے کیونکہ اس میں صرف یہ درخواست کی گئی ہے کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وائس چانسلر نہیں آ سکتے تو ان کی غیر موجودگی میں جو قائم مقام وائس چانسلر تعینات ہوں گے ان کی qualification وائس چانسلر کی تعیناتی کے مطابق ہونی چاہئے اور یہ بہت اہم ہے۔ جیسا کہ یہاں پر لکھا گیا ہے کہ چار ماہ کے لئے ان کو قائم مقام وائس چانسلر تعینات کر دیا جائے تو obviously وہ چار ماہ تک وائس چانسلر کی جگہ پر کام کریں گے اور وہ تمام معاملات کو اسی طرح چلائیں گے جس طرح وائس چانسلر چلایا کرتے تھے لہذا یہ انتہائی اہم ہے کہ قائم مقام وائس چانسلر کی qualification بھی وائس چانسلر کی تعیناتی کے مطابق ہونی چاہئے تاکہ وہ کوئی غلط فیصلے نہ کر سکے۔ یہ تو بہت چھوٹی اور مُنّی سی گزارش ہے اگر اس ترمیم کو accept کر لیں گے تو اس سے یونیورسٹی کا فائدہ ہی ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس ترمیم کے پیچھے ایک بہت اہم سوچ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں پر اس پنجاب حکومت نے ایک نیا گورکھ دھندا شروع کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کسی اہم اسامی پر اصل اور مستقل آدمی تعینات نہیں کرنا بلکہ قائم مقام آدمی لگایا جاتا ہے یعنی نیچے والے subordinate کو لگا کر اپنی مرضی کے کام کروائے جاتے ہیں کیونکہ شاید کوئی مستقل آدمی تعینات ہوگا تو وہ ان کی مرضی کے کام نہیں کرے گا۔ یہ نیچے والے subordinate کو اختیارات کا لالچ دے کر قائم مقام لگا دیتے ہیں اور پھر اس سے اپنی مرضی کے کام کرواتے ہیں۔ ہماری ترمیم اس لحاظ سے انتہائی ضروری اور اہم ہے۔ صوبہ پنجاب کے اندر ایڈووکیٹ جنرل کی تعیناتی کے لئے بہت strict

ہائی کورٹ کے requirements کی تعیناتی کی requirements ہوتی ہیں۔ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی تعیناتی کی requirements ہائی کورٹ کے جج سے کم نہیں ہوتیں۔پنجاب حکومت نے تمام قوانین کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے مصطفیٰ رمدے کو طویل عرصے تک ایڈووکیٹ جنرل کا چارج دیئے رکھا۔اس نے کیا کچھ نہیں کیا؟ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم نے اسی طرح کی قانون سازی کرنی ہے کہ پہلے اپنی پسند کے آدمی کو قائم مقام تعینات کر لیا جائے اور پھر اس سے اپنی مرضی کے کام کروائے جائیں؟ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ جو آدمی اس اسامی پر تعینات ہونے کا اہل ہے اسی qualification والا آدمی اس کی جگہ پر قائم مقام تعینات ہونا چاہئے۔اس وقت ہماری حکومت نے قوانین کا مذاق بنایا ہوا ہے اور یہ جس کو چاہتے ہیں اسے قائم مقام تعینات کر دیتے ہیں۔جس طرح پہلے مصطفیٰ رمدے کو ایڈووکیٹ جنرل پنجاب تعینات کر کے تماشا لگایا گیا اور بعد میں highlight ہونے پر انہیں ہٹا دیا گیا،اسی طرح اگر وائس چانسلر نہیں ہوں گے تو یہ اپنی مرضی کے آدمی کو قائم مقام وائس چانسلر لگا دیں گے۔یہ بہت ضروری ہے کہ ایسی چیزوں کو روکا جائے اس لئے وائس چانسلر اور قائم مقام وائس چانسلر دونوں کے لئے ایک جیسی qualification ہونی چاہئے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قائم مقام وائس چانسلر کے تقرر کا اختیار بورڈ آف گورنرز کو تفویض کیا گیا ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چار مہینے مقرر کی گئی ہے۔اس کلاز کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مطلوبہ تعلیمی معیار اور تجربہ کے حامل ایک موزوں وائس چانسلر کے تقرر تک یونیورسٹی کے امور کی انجام دہی میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔Clause-12 میں مجوزہ اضافے سے پیچیدگی بڑھے گی اور یونیورسٹی کسی بھی وقت وائس چانسلر کی عدم تعیناتی کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے۔مزید برآں مجوزہ اضافے سے عمومی تاخیر کا سامنا بھی کرنا پڑے گا لہذا ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That in Clause 12, the following sentence be added at the end:
>
> The person so appointed as the Acting Vice Chancellor shall have the similar qualifications and experience as are prescribed for the appointment of the Vice Chancellor."

(The motion was lost.)

The motion moved and the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the NUR International University Lahore Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا لہذا اب اجلاس مورخہ 24-فروری 2015 بروز منگل بوقت صبح 10:00 تک ملتوی کیا جاتا ہے۔